عمران سیریز

جلد نمبر 10

تجوری کا ھنگامہ

31 - چالیس ایک باون

32 - آتشدان کا بت

33 - جڑوں کی تلاش

ابن صفی

عمران سیریز نمبر 33

جڑوں کی تلاش

(دوسرا حصہ)

پیشرس

عمران کا ناول "جڑوں کی تلاش" تاخیر سے پیش کیا جارہا ہے!
جاسوسی دنیا کا ناول چاندنی کا دھواں میری علالت کی بناء پر دیر سے شائع ہوا تھا۔ اس لئے عمران کے ناول پر بھی اثر پڑنا لازمی تھا!

عمران آپ کو پوری کہانی پر چھایا ہوا نظر آئے گا۔ لیکن آپ اسے کم ہی دیکھ سکیں گے...... اور آخیر میں جب راز کھلے گا تو آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ وہ تو قدم قدم پر سامنے آیا ہے۔! اگر اس نے اس کہانی میں بہت زیادہ ہنسایا نہ ہو تو اس بیچارے کو معاف ہی کر دیجئے گا! کیونکہ وہ مجبور تھا۔ اس قسم کی تنقید کرنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا کیجئے کہ کہانی کا پلاٹ کس قسم کا ہے! اور اسے کس انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کہانی میں ناممکن تھا کہ وہ بار بار آپ کے سامنے آکر اپنی حماقتوں سے آپ کو محظوظ کرتا! بہرحال جتنا بھی آیا ہے...... خوب آیا ہے! آپ قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکیں گے۔!

ابن صفی

۴ر نومبر ۱۹۵۸ء

ڈھمپ اینڈ کو کا دفتر بڑے مزے سے چل رہا تھا۔ مگر اس کی منیجری کم از کم خاور کے بس کا روگ نہیں تھی۔ کیونکہ بزنس کے چکروں کے لئے اس کا ذہن موزوں نہیں تھا۔ ذہن موزوں رہا ہو یا نہ رہا ہو لیکن صورت تو ضرور ہی ایسی تھی کہ وہ کسی فرم کا منیجر معلوم ہو سکتا تھا۔ بھاری بھرکم بارعب چہرے والا۔!

چونکہ وہ بزنس کے معاملہ میں اناڑی تھا اس لئے اس کے کمرے میں لکڑی کی ایک دیوار سے پارٹیشنز کر دیئے گئے تھے۔ ایک طرف جولیانا بیٹھی ٹائپ رائٹر کھٹکایا کرتی تھی اور دوسری طرف خاور اپنی منیجری سمیت براجمان رہا کرتا تھا۔

اگر کبھی کوئی نیا گاہک آجاتا اور خاور کو اسے ڈیل کرنے میں کچھ دشواری محسوس ہوتی تو جولیا کاغذات کا پلندہ دبائے دستخط کرانے کے بہانے اس کی میز پر آجاتی اور دوران گفتگو میں دخل اندازی کر کے خاور کو سہارا دیئے رہتی۔

آج بھی کوئی بڑا گاہک خاور کی میز پر موجود تھا اور اپنے کام کے سلسلے میں بعض اُمور کی وضاحت چاہتا تھا۔ جولیا نے محسوس کیا کہ خاور رک رک کر گفتگو کر رہا ہے اور گاہک کے ٹوکنے پر بعض اوقات گڑبڑا بھی جاتا ہے۔

وہ کچھ کاغذات سنبھالے ہوئے خاور کی میز پر جا پہنچی۔

"اوہو.... اچھا ہوا تم آگئیں....!" خاور نے کہا اور پھر گاہک سے بولا۔ "یہ میری اسسٹنٹ ہیں سرسوکھے۔ میرا داہنا ہاتھ۔ اب دیکھئے آپ جو کچھ چاہتے ہیں اس کا تعلق زیادہ تر انہیں کی ذات سے ہوگا۔ حسابات وغیرہ کی پڑتال یہی کرتی ہیں۔!"

جولیا نے اس گول مٹول آدمی پر اچٹتی سی نظر ڈالی.... یہ کبھی وجیہہ ضرور رہا ہوگا۔ مگر اب

موٹاپے نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کا اظہار الفاظ میں ناممکن تھا۔ بس دیکھنے اور محسوس کرنے کی چیز تھی۔ قد تو متوسط ہی تھا۔ مگر پھیلاؤ نے اس توسط کی ریڑھ مار کر رکھ دی تھی اور اب اسے گول ہی کہا جاسکتا تھا۔ چندیا صاف تھی۔ صرف کناروں پر تھوڑے سے سیاہ بال تھے۔ جو اگر سفید ہوتے تو اتنے بُرے نہ معلوم ہوتے۔

اس کے پیروں کے پاس ہی ایک ننھا منا سا خوبصورت کتا بیٹھا سرخ زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔ جولیا نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔ اس کے بال بڑے اور سفید تھے۔ کان البتہ گہرے کتھئی تھے اور یہی اس کا حسن تھا۔

"سر سوکھے رام.... اور مس جولیانا فٹنر واٹر....!" خاور نے تعارف کرایا۔

سر سوکھے رام نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی۔

اور جولیا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں جناب....!"

وہ دل ہی دل میں ہنس رہی تھی۔ اتنی اردو تو سمجھتی ہی تھی کہ اس کا نام اور جثہ کے تضاد سے لطف اندوز ہو سکتی۔ کتنی ستم ظریفی تھی۔ یہ ہاتھی سا آدمی سوکھے رام کہلاتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ خطاب یافتہ بھی تھا۔ وہ سوچ رہی تھی نہ ہوا عمران ورنہ مزہ آجاتا۔

"دیکھئے... بات دراصل یہ ہے کہ میں مستقل طور پر آپ لوگوں سے معاملہ کرنا چاہتا ہوں۔!" سوکھے رام نے کہا۔

"ہم ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں۔!"

"وہ.... تو.... تو.... تو ٹھیک ہے۔!" سر سوکھے نے کرسی کی پشت سے ٹکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مگر آپ کو اس سلسلہ میں تھوڑی سی دردسری بھی مول لینی پڑے گی۔ دیکھئے بات دراصل یہ ہے۔!"

وہ سانس لینے کیلئے رک گیا اور جولیا جھک کر اسکے کتے کا سر سہلاتی ہوئی بولی۔ "بڑا پیارا کتا ہے۔!"

سر سوکھے نے اسطرح چونک کر کتے کی طرف دیکھا جیسے اس کی موجودگی کا خیال ہی نہ رہا ہو۔

"آپ کو پسند ہے۔!" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"بہت زیادہ....!"

"تو میری طرف سے قبول فرمائیے۔!"

"اوہ.... ارے نہیں....!" جولیا خواہ مخواہ ہنس پڑی۔

"نہیں.... اب میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔!" سر سوکھے نے کہا اور کتے سے

بولا۔ ”لکی.... یہ دیکھو اب یہ تمہاری مالکہ ہیں۔!“

وہ دم ہلانے لگا اور سر سوکھے نے پھر اپنے بزنس کی بات شروع کر دی۔

”قصہ دراصل یہ ہے کہ.... اوہ ٹھہریئے میں پہلے اپنا پورا تعارف تو کرادوں۔ میری فرم کا نام ”سوکھے انٹر پرائزرس“ ہے۔!“

”اوہ.... اچھا.... میں سمجھ گئی۔!“

”آپ جانتی ہیں....!“ وہ خوش ہو کر بولا۔ ”خیر تو.... میرا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا الگ سے اسٹاف تھا۔ لیکن اب اس پر غیر ضروری مصارف بھی ہونے لگے تھے۔ میں نے حساب لگایا تو اندازہ ہوا کہ اگر یہ کام کسی دوسری فرم کے سپرد کر دیا جائے تو نسبتاً سستے میں ہو گا۔!“

”جی ہاں.... عموماً یہی ہوتا ہے۔!“ جولیا سر ہلا کر بولی۔

”بس تو پھر میں نے اپنے یہاں سیکشن توڑ دیا ہے۔!“ سوکھے نے کہا۔ ”اور اب اس کے لئے آپ کی فرم سے معاملات طے کرنا چاہتا ہوں۔!“

”غالباً منیجر صاحب آپ کو یہاں کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کر چکے ہیں۔!“

”جی ہاں.... اور میں ان سے کلی طور پر متفق ہوں۔!“ سر سوکھے نے کہا۔ ”قواعد و ضوابط کی بات نہیں تھی۔ میں تو دراصل آپ کے لئے تھوڑی سی دردسری بڑھانا چاہتا ہوں۔!“

”فرمایئے....!“

”آپ کو ایک ایسا حساب بھی تیار کرنا ہو گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ کام میری ہی فرم کے ایک سیکشن نے کیا ہے۔!“

خاور نے جولیا کی طرف دیکھا اور جولیا جلدی سے بولی۔ ”یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے آپ کو زیادہ تشویش ہو۔ ایسا بھی ہو جائے گا۔!“

”بس تو پھر ٹھیک ہے۔! کیا آپ کسی وقت میرے دفتر آنے کی زحمت گوارا کر سکتی ہیں۔!“

”جب آپ فرمایئے۔!“

”نہیں بھئی جب آپ کو فرصت ملے۔ بس آنے سے پہلے فون کر دیجئے گا۔!“

”بہتر ہے.... میں آکر دیکھ لوں گی کہ اب تک آپ کے یہاں حسابات کس طرح رکھے جاتے رہتے ہیں۔!“

”اوہ.... شکریہ.... یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔ اس کے لئے آپ جو بھی حق المحنت تجویز کریں مجھے اس پر اعتراض نہ ہو گا۔!“

"حق المحنت کیسا....!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "یہ تو میں اپنی فرم کے انٹرسٹ میں کروں گی۔ ہمارے لئے یہی کیا کم ہے کہ ہمیں اتنا بڑا اور مستقل کام مل رہا ہے۔!"

"یہی بات....!" سرسوکھے نے میز پر اس طرح گھونسہ مار کر کہا کہ اس کا سارا جسم تھلتھلا گیا۔ "یہی بات.... یہی اسپرٹ کام کرنے والوں میں ہونی چاہئے۔!" پھر خاور سے بولا۔ "آپ خوش قسمت ہیں جناب کہ اتنے اچھے ساتھی آپ کے حصے میں آئے ہیں۔!"

"شکریہ....!" خاور نے سگار کا ڈبہ اسے پیش کیا۔

"بس جناب.... اب اجازت دیجئے۔!" وہ اٹھتا ہوا بولا۔ پھر جولیا سے کہا۔ "میں آپ کا منتظر رہوں گا۔!" ساتھ ہی دم ہلاتے ہوئے کتے سے بولا۔ "نہیں لکی تم میرے ساتھ نہیں جا سکتے۔ تمہاری مالکہ وہ ہیں۔!"

کتا جولیا کی طرف مڑا اور وہ متحیر رہ گئی کیونکہ اب وہ اس کی کرسی پر دونوں اگلے پنجے ٹیک کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس کی ران سے اپنی تھوتھنی رگڑ رہا تھا۔

اس نے پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کی ننھی سی دم بڑی تیزی سے ہلنے لگی۔

"کمال ہے....!" جولیا اور خاور نے بیک وقت کہا۔

"کتوں کو ٹرینڈ کرنا میری ہوبی ہے۔!" سوکھے مسکرایا۔ "میرے سارے کتے بڑے سمجھ دار ہیں۔ اب یہ میرے ساتھ واپس جانے کی کوشش نہیں کرے گا.... اور صرف آپ ہی کے ساتھ جائے گا۔ آپ کے دفتر کا کوئی دوسرا آدمی اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ اچھا بس اجازت دیجئے۔!"

وہ ان دونوں سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گیا۔ اس کی چال بھی عجیب تھی۔ بس ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی گیند اچھلتا کودتا ہوا چل پڑا ہو۔

"کیا خیال ہے....!" اس کے چلے جانے کے بعد خاور نے جولیا کی طرف دیکھا۔

"حیرت انگیز....!"

"ہر اعتبار سے.... ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ اس شہر میں ایسے ایسے عجوبے موجود ہیں لیکن ہمیں ان کے دیدار نہیں ہوتے۔ تم نے اس کی چال پر غور کیا۔!"

"ہاں.... وہی تو میرے لئے حیرت انگیز تھی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اتنا موٹا آدمی اتنی تیز رفتاری سے چل سکے گا۔!"

"اس کی آنکھیں کتنی چمکیلی ہیں۔!" خاور نے کہا۔

"اور یہ کتا....!" جولیا نے کتے کی طرف دیکھ کر کہا۔ جواب اس کے پیروں کے قریب بیٹھا زبان نکالے ہانپ رہا تھا۔

جوزف رانا پیلس ہی کا ہو کر رہ گیا تھا۔ آتش دان کے بت والے کیس کے بعد اس نے فلیٹ کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ عمران کی تاکید تھی کہ وہ ادھر کا رخ بھی نہ کرے۔ اس طرح سلیمان یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکا تھا کہ وہ بدستور عمران ہی کی خدمت کرتا رہے گا۔

رانا پیلس میں سبھی تھے۔ نوکر چاکر، ڈرائیور، جوزف، حتیٰ کہ بلیک زیرو بھی (بوڑھے آدمی کے میک اپ میں) لیکن رانا تہور علی صندوقی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

بلیک زیرو بوڑھے طاہر صاحب کے روپ میں رانا تہور علی صندوقی کا منیجر تھا۔ سمجھا جاتا تھا کہ وہ اس کی جائیداد کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

جوزف ہر وقت فوجی وردی میں رہتا تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں سے ریوالور لٹکے رہتے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ فوجی وردی میں اس کی مارشل اسپرٹ ہر وقت بیدار رہتی ہے اور شراب نہ ہونے پر اسپرٹ ہی میں پانی ملا کر پینے سے بھی نہیں مرتی۔

جوزف بلا نوش تھا لیکن اسے معینہ مقدار سے زیادہ شراب نہیں ملتی تھی اس لئے وہ اکثر اسپرٹ میں پانی ملا کر پیا کرتا تھا۔

اس وقت وہ اسپرٹ کے نشے کی جھونک میں پورچ میں "اٹینشن" تھا۔ بالکل کسی بت کی طرح بے حس و حرکت۔ پلکیں ضرور جھپکتی رہتی تھیں۔ مگر بالکل ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو.... اور وہ خاموشی سے مجسم احتجاج بن کر تن بہ تقدیر ہو گیا ہو۔

دفعتاً ایک آدمی پشت پر ایک بہت بڑا تھیلا لادے ہوئے پھاٹک میں داخل ہوا۔ لیکن جوزف کی پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا۔ بلکہ وہ تو اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ پورچ کے قریب آیا۔ اچانک جوزف دہاڑا۔ "ہالٹ....!"

اور وہ آدمی بھڑک کر دو چار قدم کے فاصلے پر تھیلے سمیت ڈھیر ہو گیا۔

"گٹ اپ....!" جوزف اپنی جگہ سے ہلے بغیر پھر دہاڑا۔

"ارے مار ڈالا....!" وہ مفلوک الحال آدمی دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کراہا۔

"کی در جاتا....!" جوزف غرایا۔

"بھیتر جاتا.... رانا صاحب کے پاس.... ایسی ایسی جڑی بوٹیاں ہیں میرے پاس۔"

"کیا باکتا....!" جوزف پھر غرایا۔

"آؤں... آجاؤں... پاس آجاؤں...!" وہ آدمی خوف زدہ انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر پوچھتا رہا۔

"اب جوزف خود ہی اپنی جگہ سے ہلا اور وہ آدمی تھیلا سمیٹتا ہوا پیچھے پھدک گیا۔ یہ دبلا پتلا اور چیمڑ جسم والا ایک بوڑھا آدمی تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی اور دھندلی تھیں۔ لیکن ہاتھ پاؤں میں خاصی تیزی معلوم ہوتی تھی۔!"

"کیا باکتا....!" جوزف اس کے سر پر پہنچ کر دہاڑا۔

"شش.... شش.... شقاقل.... مصری....!" وہ تھیلے سے کوئی چیز نکال کر اُسے دکھاتا ہوا پیچھے کھسکا۔

"یو کیا ہائے۔!" جوزف غرایا۔

"اجی بس.... کیا بتاؤں!" وہ بہت تیزی سے بول رہا تھا۔ "ررر رانا صاحب قدر کریں گے۔!"

"رانا صاحب نائیں ہائے.... بھاگ جیاؤ....!"

"تو آپ ہی ٹرائی کیجئے صاحب... مزہ آجائے گا۔ جڑی بوٹیاں ہاہا۔ رانا صاحب کہاں ہیں۔!"

"ام نائیں.... جیان تا.... جیاؤ....!"

اتنے میں بلیک زیرو شور سن کر باہر آگیا۔

"کیا بات ہے....!" اس نے جوزف سے انگریزی میں پوچھا۔

"باس کو پوچھتا ہے.... میں کہتا ہوں باس نہیں ہیں.... وہ مجھے کوئی چیز دکھاتا ہے۔!"

بلیک زیرو نے بوڑھے کی طرف دیکھا۔ وہ جھک جھک کر اسے سلام کر رہا تھا۔

"حضور.... حضور.... حضور عالی.... سرکار جڑی بوٹیاں ہیں میرے پاس۔ بڑی دور سے رانا صاحب کا نام سن کر آیا ہوں۔!"

بلیک زیرو نے جلدی میں کچھ سوچا اور آہستہ سے بولا۔ "ہاں کہو ہم سن رہے ہیں۔!"

"جو کچھ کہیے.... حاضر کروں سرکار....!"

"ہم کیا کہیں.... ہم نے تمہیں کب بلایا تھا....!"

"سرکار حضور... رانا صاحب... بڑے معرکے کی بوٹیاں ہیں۔ بس طبیعت خوش ہو جائے گی۔!"

"کیا ہمارے کسی دوست نے تمہیں بھیجا ہے۔!"

"جی ہاں.... ہم نے اس سرکار کی بڑی تعریف سنی ہے۔!"

"خیر اندر چل کر..... ہمیں کچھ بوٹیاں دکھاؤ اور ان کے خواص بتاؤ۔!"

بوڑھا خوش نظر آنے لگا اس نے تھیلا سمیٹ کر کاندھے پر رکھا اور بلیک زیرو کے پیچھے چلنے لگا۔ جوزف کھڑا احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ پھر یک بیک وہ چونک کر اس بوڑھے آدمی کے پیچھے جھپٹا۔

بلیک زیرو اور بوڑھا اندر داخل ہو چکے تھے۔ بلیک زیرو اسے ایک کمرے میں بٹھانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے جوزف کو اس پر جھپٹتے دیکھا۔

"ارے.... ارے.... حضور....!" بوڑھا بوکھلا گیا۔

بلیک زیرو بھی بھونچکا رہ گیا۔

لیکن بوڑھا دوسرے ہی لمحے میں زمین پر تھا اور جوزف نے اس کی میلی اور سال خوردہ پتلون کی جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا تھا۔

بوڑھا اس اچانک حملے سے بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔ اس لئے جوزف کی گرفت سے آزاد ہونے کے بعد بھی اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا۔ البتہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔

"کیوں.... تم کون ہو....!" بلیک زیرو آنکھیں نکال کر بولا۔

"مم.... میں نہیں جانتا صاحب.... کہ یہ خطرناک چیز میری جیب میں کس نے ڈالی تھی۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔

"بکواس مت کرو....!" بلیک زیرو غرایا۔ "تم کون ہو۔!"

"جی میں جڑی بوٹیاں تلاش کر کے بیچتا ہوں.... شوقین رئیس میری قدر کرتے ہیں۔!"

"مگر تم پہلے تو کبھی یہاں نہیں آئے۔!" بلیک زیرو اسے گھورتا ہوا بولا۔

"جی بے شک میں پہلے کبھی نہیں آیا۔!"

"کیوں نہیں آئے تھے؟" بلیک زیرو نے غصیلے لہجے میں کہا اس کے ذہن میں اس وقت عمران رینگنے لگا تھا اور اس نے یہ سوال بالکل اسی کے سے انداز میں کیا تھا۔

"جج.... جی.... ای.... کیا بتاؤں.... مجھے اس سرکار کا پتہ نہیں معلوم تھا۔ وہ تو ابھی ابھی ایک صاحب نے سڑک پر بتایا تھا کہ اس محل میں جاؤ۔ یہاں رانا صاحب رہتے ہیں۔ بہت بڑی سرکار ہے۔!"

"اس پستول کی بات کرو۔!"

"صص.... صاحب.... میں نہیں جانتا۔ بھلا میرے پاس پستول کا کیا کام۔ پتہ نہیں کس نے کیوں یہ حرکت کی ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ خدا کے لئے اس کالے صاحب کو یہاں سے ہٹا دیجئے ورنہ میرا دم نکل جائے گا۔!"

جوزف اسے خوں خوار نظروں سے گھورتا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔ "مسٹر ٹائیر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ مجھے بھی بتایئے۔"

"اس کو گردن سے پکڑ کر ٹانگ لو....!" بلیک زیرو نے کہا۔

جوزف پستول کو بائیں ہاتھ میں سنبھال کر اس کی طرف بڑھا۔ لیکن اچانک ایسا معلوم ہوا جیسے آنکھوں کے سامنے بجلی سی چمک گئی ہو۔ بوڑھا چکنے فرش پر پھسلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

"خبردار فائر نہ کرنا جوزف....!" بلیک زیرو چیخا۔

جوزف نے بوڑھے پر چھلانگ لگائی تھی اور اب فرش سے اٹھ رہا تھا۔ کیونکہ بوڑھا تو چھلاوہ تھا چھلاوہ۔

جب تک جوزف اٹھتا وہ بیرونی برآمدے میں تھا۔

"فائر مت کرنا....!" بلیک زیرو پھر چیخا۔ ساتھ ہی اب وہ بھی تیزی دکھانے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ جوزف کو پھلانگتا ہوا وہ بھی بیرونی برآمدے میں آیا۔

یہاں دو ملازم کھڑے چیخ رہے تھے۔

"صاحب وہ چھت پر ہے۔!" دونوں نے بیک وقت کہا۔

بلیک زیرو چکرا گیا۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اتنی جلدی چھت پر بھی پہنچ جاتا۔

"نوکروں نے قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ انہوں نے اسے بندروں کی سی پھرتی سے اوپر جاتے دیکھا ہے۔ انہوں نے گندے پانی کے ایک موٹے پائپ کی طرف اشارہ کیا تھا جس سے ملی ہوئی پورچ کی کارنس تھی اور پورچ کی چھت بہت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ کوئی بھی پھرتیلا آدمی کم از کم پورچ کی چھت تک تو اتنے وقت میں پہنچ ہی سکتا تھا۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں پوری عمارت چھان ماری گئی لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

اندر پہنچ کر بلیک زیرو نے محسوس کیا کہ اس چھلاوے نے اپنا تھیلا بھی نہیں چھوڑا تھا۔

"ٹائیر صاحب!" جوزف نے غصیلی آواز میں کہا۔ "مجھے فائر کرنے سے کیوں منع کیا تھا۔!"

"باس کا حکم ہے کہ اس محل میں کبھی گولی نہ چلائی جائے۔!"

"چاہے کوئی یہاں آکر جوزف دی فائٹر کے منہ پر تھوک دے۔!"

"خاموش رہو.... باس کے حکم میں بحث کی گنجائش نہیں ہوا کرتی۔!"
جوزف فوجیوں کے سے انداز میں اسے سلیوٹ کر کے اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔ اس کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ شراب کی بوتل پر ٹوٹ پڑا۔

آج صفدر تین دن بعد آفس میں داخل ہوا تھا مگر اس حال میں کہ اس کے بال گرد آلود تھے۔ لباس میلا اور شیو بڑھا ہوا تھا۔
دوسروں نے اسے حیرت سے دیکھا اور اس نے ایک بہت بُری خبر سنائی۔
اور یہ خبر بم کی طرح ان پر گری۔ جولیا تو اس طرح اچھلی تھی جیسے اس کی کرسی میں اچانک برقی رو دوڑا دی گئی ہو۔
"کیا بک رہے ہو....!" اس نے کانپتے ہوئے سسکی سی لی۔
"وہ سب صفدر کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت یہاں صرف سیکرٹ سروس کے آدمی تھے چونکہ چھٹی کا وقت ہو چکا تھا اس لئے دوڑ دھوپ کے کام کرنے والے جا چکے تھے۔!"
"ہاں.... یہ حادثہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔!" صفدر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تین دن سے اس کے ساتھ ہی تھا۔ ہم دونوں کیپٹن واجد والی تنظیم کے بقیہ افراد کی فکر میں تھے۔ تین دن سے ایک آدمی پر نظر تھی۔ آج اس کا تعاقب کرتے ہوئے ندی کی طرف نکل گئے۔ مقبرے کے پاس جو سرکنڈوں کی جھاڑیاں ہیں وہاں ہمیں گھیر لیا گیا۔ حملہ اچانک ہوا تھا پھر یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ ہمیں دھوکے میں رکھا گیا تھا۔ ہم تو دراصل یہ سمجھتے رہے تھے کہ اس تنظیم کا ایک آدمی ہماری نظروں میں آ گیا ہے لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ ہمیں نہایت اطمینان سے ختم کرنا چاہتے تھے کسی ایسی جگہ گھیرنا چاہتے تھے جہاں سے بچ کر ہم نکل ہی نہ سکیں۔ یعنی انہوں نے بھی وہ طریقہ اختیار کیا تھا جسے واجد کو پکڑنے کے لئے عمران کام میں لایا تھا۔!"
"پھر کیا ہوا.... باتوں میں نہ الجھاؤ....!" جولیا مضطربانہ انداز میں چیخی۔
"ہم پر چاروں طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی اور ہم کھلے میں تھے اچانک میں نے عمران کی چیخ سنی۔ وہ ٹیکرے سے ندی میں گر رہا تھا۔ میں نے اسے گرتے اور غرق ہوتے دیکھا تھا۔ تم جانتے ہی ہو کہ ندی کا وہ کنارہ کتنا گہرا ہے جس کنارے پر مقبرہ ہے۔!"
"تم کیسے بچ گئے....!" خاور نے سوال کیا۔

"بس موت نہیں آئی تھی۔!" صفدر نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تب تو پھر تم آفس ناحق آئے.... تمہیں اُدھر کا رخ ہی نہ کرنا چاہئے تھا۔ جاؤ جتنی جلدی ممکن ہو اپنی قیام گاہ پر پہنچنے کی کوشش کرو۔!"

جولیا میز سے ٹکی کھڑی تھی۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔

"نہیں میں یقین نہیں کر سکتی۔ کبھی نہیں۔!" وہ کچھ دیر بعد ہذیانی انداز میں بولی۔ "عمران نہیں مر سکتا۔ بکواس ہے۔ کبھی نہیں۔ تم جھوٹے ہو۔!" وہ خواہ مخواہ ہنس پڑی۔ اس میں اس کے ارادے کو دخل نہیں تھا۔

وہ سب اُسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان میں تنویر بھی تھا۔ "مرنے کو تو ہم سب ہی اس وقت مر سکتے ہیں۔!" اس نے کہا۔

"ہم سب مر سکتے ہیں.... مگر عمران نہیں مر سکتا۔ اپنی بکواس بند کرو۔!"

پھر جولیا نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے لیکن دوسری طرف سے جواب نہ ملا۔

"تمہیں سر سوکھے کے یہاں جانا تھا....!" خاور نے کہا۔

"جہنم میں گیا سر سوکھے۔!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی۔ "کیا تم سب پاگل ہو گئے ہو گویا عمران کا مر جانا کوئی بات ہی نہیں ہے۔!"

"اس کی موت پر یقین آ جانے کے بعد ہی ہم سوگ منا سکیں گے۔!" خاور نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

دفعتاً لیفٹیننٹ چوہان نے صفدر سے سوال کیا۔ "تمہیں وہ آدمی ملا کہاں تھا اور تمہیں یقین کیسے آیا تھا کہ وہ اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"عمران نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا....!"

"آخر وہ تمہیں ہی کیوں ایسی مہمات کے لئے منتخب کرتا ہے۔"

"وہ کیوں کرنے لگا۔ مجھے ایکس ٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی۔!"

وہ سب پھر خاموش ہو گئے۔ جولیا میز پر سر ٹیکے بیٹھی تھی اور تنویر غصیلی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ اٹھی اور اپنا بیگ سنبھال کر دروازے کی طرف بڑھی۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔!" تنویر نے اسے ٹوکا۔

"شٹ اپ!" وہ مڑ کر تیز لہجے میں بولی۔ "میں ایکس ٹو کے علاوہ اور کسی کو جواب دہ نہیں ہوں۔!"

وہ باہر نکل کر اپنی چھوٹی سی ٹوسیٹر میں بیٹھ گئی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کہاں جانا ہے۔

صفدر کو وہ ایک دیانت دار اور سنجیدہ آدمی سمجھتی تھی۔ اس قسم کے جھوٹ کی توقع اس کی ذات سے نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس نے سوچا ممکن ہے عمران نے اسے بھی ڈاج دیا ہو۔ لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ بچتا ہی رہے۔

کچھ دیر بعد ٹوسیٹر ایک پبلک فون بوتھ کے قریب رکی اور بوتھ میں آکر عمران کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔ لیکن اس نے عمران کے متعلق لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ پچھلے تین دنوں سے گھر نہیں آیا۔

جولیا نے سلسلہ منقطع کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس لی۔

کیسے معلوم ہو کہ صفدر کا بیان کہاں تک درست۔ آخر یہ کم بخت کیوں بچ گیا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے صفدر ہی عمران کا قاتل ہو۔!

پھر اس نے غیر ارادی طور پر اپنی گاڑی ندی کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔

سورج غروب ہونے والا تھا۔ مگر وہ دن رہے وہاں پہنچنا چاہتی تھی۔ اس لئے کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ گھاٹ کی ڈھلان شروع ہوتے ہی اس نے بائیں جانب والے ایک کچے رستے پر گاڑی موڑ دی۔ اسی طرف سے وہ اس ٹیکرے تک پہنچ سکتی تھی۔ جہاں ایک قدیم مقبرہ تھا اور دور تک سرکنڈوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔

کچے راستے کے دونوں جانب اونچے اونچے ٹیلے بیریوں کے جھنڈ سے ڈھکے ہوئے تھے۔

مقبرے تک گاڑی نہیں جاسکتی تھی۔ کیونکہ وہاں تک پہنچنے کا راستہ ناہموار تھا۔ اس نے گاڑی روکی انجن بند کیا اور نیچے اتر کر خالی خالی آنکھوں سے افق میں دیکھتی رہی جہاں سورج آسمان کو چھوتی ہوئی درختوں کی قطار کے پیچھے جھک چکا تھا۔

پھر وہ چونکی اور مقبرے کی طرف چل پڑی۔

ابھی دھندلکا نہیں پھیلا تھا.... دریا کی سطح پر ڈھلتی ہوئی روشنی کے رنگین لہریئے مچل رہے تھے.... وہ ٹیکرے کے سرے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔

مگر کیا یہ حماقت ہی نہیں تھی.... اس نے سوچا آخر وہ یہاں کیوں آئی ہے۔!

ٹیکرے کے نیچے پانی پر ایک موٹر بوٹ نظر آئی جس میں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ اس کے چھوٹے سے کیبن میں رہے ہوں۔

اچانک موٹر بوٹ سے ایک فائر ہوا۔ پانی پر ایک جگہ بلبلے اٹھے تھے اور گولی بھی ٹھیک اسی جگہ پڑی تھی۔

کیبن کی کھڑکی سے رائفل کی نال پھر اندر چلی گئی اور اس کے بعد ایک آدمی سر نکال کر پانی کی سطح پر دیکھنے لگا جہاں ایک بڑی سی مردہ مچھلی ابھر آئی تھی۔

پھر کیبن کی دوسری کھڑکی سے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا کتا پانی میں کودا اور تیرتا ہوا مچھلی تک جا پہنچا.... اس کی دم منہ میں دبا کر پھر موٹر بوٹ کی طرف مڑا تھا۔

دوسری بار جب موٹر بوٹ میں بیٹھے ہوئے آدمی نے اپنے دونوں ہاتھ کھڑکی سے نکال کر مچھلی کو سنبھالا اس وقت جولیا نے اسے صاف پہچان لیا۔ وہ سر سوکھے تھا۔

اس نے مچھلی اندر کھینچ لی اور کتا بھی کھڑکی سے کیبن میں چلا گیا۔

تو وہ مچھلیوں کا شکار کھیل رہا تھا۔ جولیا ٹیکرے سے پرے کھسک آئی۔ اس نے سوچا اچھا ہی ہوا سر سوکھے کی نظر اس پر نہیں پڑی ورنہ خواہ مخواہ تھوڑی دیر تک رسمی قسم کی گفتگو کرنی پڑتی۔ مگر اب وہ یہاں کیوں ٹھہرے۔ آئی ہی کیوں تھی۔ یہاں کیا ملتا۔ اگر عمران مارا بھی گیا تو.... اوہ.... وہ یک بیک چونک پڑی۔ اگر وہ یہاں مارا گیا ہوگا تو ایک آدھ بار لاش سطح پر ضرور ابھری ہوگی۔ مگر اس سے کیا؟ ضروری نہیں ہے کہ کسی نے اسے دیکھا بھی ہو۔

پھر وہ کیا کرے.... کیا کرے....!

غیر ارادی طور پر وہ سرکنڈوں کی جھاڑیوں میں گھس پڑی۔ یہ ایک پتلی سی پگڈنڈی تھی۔ جو سرکنڈوں کی جھاڑیوں سے گذر کر کسی نامعلوم مقام تک جاتی تھی۔

کچھ دور اسے ریوالور کے چند خالی کارتوس پڑے ملے اور صفدر کے بیان کی تصدیق ہوگئی۔ ویسے وہ تو اس پر یوں بھی اعتماد کرتی تھی۔

مگر سوال یہ تھا کہ اب جولیا کیا کرے.... یہ بات تو خود صفدر کو بھی نہیں معلوم تھی کہ عمران نے اس آدمی کو کہاں سے کھود نکالا تھا جس کے تعاقب میں وہ دونوں یہاں آئے تھے اور یہ حادثہ پیش آیا تھا۔

اچانک کوئی چیز اس کی پشت سے ٹکرائی اور وہ اچھل پڑی۔ بس غنیمت یہی تھا اس کے حلق سے کسی قسم کی آواز نہیں نکلی تھی۔ ورنہ وہ چیخ ہی ہوتی۔

اس نے جھک کر اس کاغذ کو اٹھایا جو شاید کسی وزنی چیز پر لپیٹ کر پھینکا گیا تھا۔

کاغذ کی تہوں کے درمیان ایک چھوٹی سی کنکری تھی۔

کاغذ پر تحریر تھا۔

"جولیا.... دفع ہو جاؤ یہاں سے.... کھیل مت بگاڑو....!"

ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ دل پر سے بوجھ سا ہٹ گیا اور وہ تیزی سے واپسی کے لئے مڑ گئی۔ طرز تحریر عمران ہی کا سا تھا۔

واپسی بڑے سکون کے ساتھ ہوئی۔ جولیا کا دل چاہ رہا تھا کہ قہقہے لگائے۔ ہنستی ہی رہے۔ لیکن وہ صرف ذہنی مسرت ہی پر قناعت کئے ہوئے کار ڈرائیو کرتی رہی۔

گھر پہنچ کر اس نے ٹھنڈی پھواروں سے غسل کیا اور ڈریسنگ گاؤن پہنے ہوئے خواب گاہ میں چلی گئی۔ آج کی تھکن اس وقت اسے بڑی لذت انگیز محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے ہیٹر پر چائے کے لئے پانی رکھتے ہوئے سوچا۔ اگر اس وقت آجائے عمران؟ اچھی طرح خبر لوں اس کی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی۔

جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔!

"ہیلو....!"

"ایکس ٹو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یس سر....!"

"تم ندی کی طرف کیوں گئی تھیں....!"

"اوہ.... جناب.... وہ عمران....!"

"ہاں مجھے علم ہے.... مگر تم کیوں گئی تھیں....!"

"صص.... صفدر....!"

"تمہارے علاوہ.... اور کوئی کیوں نہیں گیا۔!"

"پتہ نہیں جناب....!" جولیا جھنجھلا گئی۔

"وہ جانتے ہیں کہ انہیں اتنا ہی کرنا ہے جتنا کہا جائے۔!"

"یعنی میں.... اس کی موت کی خبر سنتی.... اور....!"

"تجہیز و تکفین کی فکر نہ کرتی۔!" ایکس ٹو نے طنزیہ لہجے میں جملہ پورا کر دیا۔

"تم کون ہوتی ہو اس کی فکر کرنے والی۔ اپنی حدود سے باہر قدم نہ نکالا کرو۔!"

"بہت بہتر جناب....!" جولیا کسی سلگتی ہوئی لکڑی کی طرح چیخی۔

"تمہارا لہجہ.... تم ہوش میں ہو یا نہیں....!" ایکس ٹو اپنے مخصوص خونخوار لہجے میں غرایا۔

"میں معافی چاہتی ہوں جناب....!" جولیا یک بیک سہم گئی۔

"میرا محکمہ عشقیہ ڈراموں کی ریہرسل کے لئے نہیں ہے.... سمجھیں!"

"ج.... جی.... ہاں....!" جولیا بوکھلا گئی۔

وہ ریسیور رکھ کر آرام کرسی سے ٹک گئی اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور دل بہت شدت سے دھڑک رہا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ سکون ہوتا گیا اور اسے ایکس ٹو پر اس زور سے غصہ آیا کہ ذہنی طور پر ناچ کر رہ گئی۔ اسے کیا حق حاصل ہے۔ وہ کون ہوتا ہے میرے نجی معاملات میں دخل دینے والا ظالم، سنگدل، کمینہ، ذلیل.... فون کی گھنٹی پھر بجی۔

اس نے بُرا سا منہ بنا کر ریسیور اٹھالیا اور "ہیلو" کہتے وقت بھی اس کا لہجہ زہریلا ہی رہا۔

"مس فٹنر واٹر پلیز....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں....!" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ وہ بولنے والے کی آواز نہیں پہچان سکی تھی۔

"میں سوکھے رام بول رہا ہوں....!"

"اوہ.... فرمایئے.... جناب....!"

"میں اس وقت اپنے آفس میں تنہا ہوں۔ کیا آپ تکلیف کریں گی۔!"

"اس وقت....!" جولیا نے حیرت سے کہا اور پھر کسی سوچ میں پڑ گئی۔

"آپ نہیں سمجھ سکتیں مس فٹنر واٹر.... میں دراصل آپ کو اپنے اعتماد میں لینا چاہتا ہوں۔ میری بدنصیبی کی داستان طویل ہے۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھی.... سر سوکھے.... پلیز....!"

"فون پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"اچھا سر سوکھے میں آرہی ہوں۔ مگر آپ کو میرے گھر کا نمبر کیسے ملا۔!"

"بس اتفاق ہی سے میں مچھلیوں کا شکار کھیل کر واپس آرہا تھا کہ آپ کے دفتر کے ایک صاحب نظر آگئے۔ انہوں نے اپنا نام بتایا تھا لیکن صرف صورت آشنائی کی حد تک میری یادداشت

قابل رشک ہے۔ نام وغیرہ البتہ یاد نہیں رہتے۔ بہر حال میں نے ان سے آپ کے متعلق پوچھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آپ اس وقت گھر ہی پر ملیں گی۔ انہوں نے فون نمبر بھی بتایا۔!"

"خیر.... میں آرہی ہوں....!" جولیا نے کہا اور سلسلہ منقطع کر کے خاور کے نمبر ڈائیل کئے۔ وہ گھر ہی پر موجود تھا۔

"سر سوکھے مجھے اس وقت اپنے آفس میں طلب کر رہا ہے۔!" جولیا نے کہا۔

"ضرور جاؤ.... ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ نہ ہونی چاہئے۔ تمہاری حفاظت کا انتظام بھی کر دیا جائے گا۔!"

"مگر میں نہیں سمجھ سکتی.....!"

"ٹھہرو.....!" خاور نے جملہ پورا نہیں ہونے دیا۔ "ایکس ٹو کی ہدایت ہے کہ اگر آج کل کوئی نیا گاہک بنے تو اسے ہر ممکن رعایت دی جائے۔ میں سر سوکھے کا معاملہ اس کے علم میں لاچکا ہوں۔"

"اور اگر میں جانے سے انکار کر دوں تو.....!"

"میں اسے محض مذاق سمجھوں گا.... کیونکہ تم ناسمجھ نہیں ہو۔!"

جولیا نے اپنی اور سر سوکھے کی گفتگو دہراتے ہوئے کہا۔ "وہ آدمی اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔!"

"پرواہ مت کرو.... ایکس ٹو اس کے معاملہ میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔!" جولیا نے پھر بُرا سا منہ بنایا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد پھر اس کی ٹوسیٹر شہر کے بارونق بازاروں میں دوڑ رہی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے عمارت کے سامنے مشین بند کی جس کی دوسری منزل پر سر سوکھے انٹر پرائزرس کا دفتر تھا۔ کھڑکیوں میں اسے روشنی نظر آئی۔ چوتھی یا پانچویں منزل کی بات ہوتی تو وہ لفٹ ہی استعمال کرتی۔ لیکن دوسری منزل کے لئے تو زینے ہی مناسب تھے۔

سر سوکھے نے بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ لیکن جولیا محسوس کر رہی تھی کہ وہ کچھ خائف سا نظر آرہا ہے۔

"بیٹھئے بیٹھئے مس فٹنر واٹر.... میں بے حد مسرور ہوں کہ آپ میری درخواست پر تشریف لائیں۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ جولیا ایک کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

"میں آپ کا زیادہ وقت نہیں برباد کروں گا۔ مس فٹنر واٹر....!" سوکھے رام پھر بولا۔ "اہ

ٹھہریئے.... آپ کیا پئیں گی۔ اس وقت تو میں ہی آپ کو سرو کروں گا۔ کیونکہ اس وقت یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔!"

"اوہ.... شکریہ.... میں کسی چیز کی بھی حاجت نہیں محسوس کر رہی اور پھر میں تو ویسے بھی شراب نہیں پیتی۔!"

"گڈ....!" سرسوکھے کی آنکھیں بچکانے انداز میں چمک اٹھیں۔ وہ اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اگر آپ شراب نہیں پیتیں تو میں یہی کہوں گا کہ آپ کو پُراعتماد کہا جاسکتا ہے۔ بڑی پختہ قوت ارادی رکھتی ہیں وہ لڑکیاں جو شراب نہیں پیتیں۔!"

"شکریہ.... جی ہاں میں بھی سمجھتی ہوں۔ خیر ہاں تو آپ کیا کہنے والے تھے۔!"

جواب میں سرسوکھے نے پہلے تو ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر بولا۔ "میں نے اپنا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا شعبہ بلاوجہ نہیں ختم کیا۔ میں مجبور تھا۔ نہ کرتا تو بہت بڑی مصیبت میں پڑ جاتا۔ لیکن ٹھہریئے۔ میں آپ پر یہ بھی واضح کرتا چلوں مس فٹز واٹر کہ آپ کو یہ سب باتیں کیوں بتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ عورتیں طبعاً رحم دل اور ہمدرد ہوتی ہیں۔!"

وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا اور جولیا سوچنے لگی کہ اس گفتگو کا ماحصل کیا ہوگا۔ جس کے سر پیر کا ابھی تک تو پتہ نہیں چل سکا۔

"اوہ.... میں خاموش کیوں ہو گیا۔!" سرسوکھے چونک کر بولا۔ پھر خفیف سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر نظر آئی اور اس نے کہا۔ "میری باتیں اکثر بے ربط ہو جاتی ہیں۔ مس فٹز واٹر.... مگر ٹھہریئے میں ایک نقطے کی وضاحت کرنے کی کوشش کروں گا۔ میرے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ سیکشن میں کوئی بہت ہی بدمعاش آدمی آگھسا تھا اور ایسے انداز میں اسمگلنگ کر رہا تھا کہ آئی گئی میرے ہی سر جاتی۔ لکڑی کی پیٹیوں میں باہر سے مال پیک ہو کر آتا تھا۔ لیکن اس کے بعد پتہ نہیں چلتا تھا کہ خالی پیٹیاں کہاں غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"خالی پیٹیاں.... غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی فرم رٹیل بھی کرتی ہے۔!" جولیا نے حیرت سے کہا۔ "پیٹیوں کا کھول ڈالا جانا تو یہی ظاہر کرتا ہے۔"

"گڈ.... آپ واقعی ذہین ہیں۔ مجھ سے اندازے کی غلطی نہیں ہوئی۔!" سرسوکھے خوش ہو کر بولا۔ "میں پیٹیوں کی بات نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ میری مراد صرف ان بڑی پیٹیوں سے تھی

جن میں مشینوں کے پرزے پیک ہو کر آتے ہیں۔ وہ پیٹیاں تو لامحالہ کھولی جاتی تھیں کیونکہ ان مشینوں کی تیاری فرم ہی کراتی ہے۔ یعنی وہ یہیں اسمبل ہوتی ہیں۔!"

"خیر... اچھا!" جولیا سر ہلا کر بولی۔ "لیکن آپ خالی پیٹیوں کے متعلق کچھ کہہ رہے تھے۔!"

"وہ پیٹیاں غائب ہو جاتی تھیں۔!"

"اچھا چلئے....!" جولیا مسکرا کر بولی۔ "اگر وہ پیٹیاں غائب ہو جاتی ہیں تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ کوئی غریب آدمی انہیں بیچ کر اپنا بھلا کر لیتا ہوگا۔!"

"اوہ.... یہی تو آپ نہیں سمجھتیں مس فٹنر واٹر.... بات دراصل یہ ہے کہ وہ پیٹیاں فائیو پلائی وڈ کی ہوتی ہیں۔ مطلب سمجھتی ہیں نا آپ۔ خیر میں شروع سے بتاتا ہوں۔ مجھے کبھی ان پیٹیوں کا خیال بھی نہ آتا۔ بھلا مجھے اتنی فرصت کہاں کہ کاروبار کی ذرا ذرا سی تفصیل ذہن میں رکھتا پھروں۔ بات دراصل یہ ہوئی کہ اس دوران میں کوٹھی پر لکڑی کا کام ہو رہا تھا۔ ایک جگہ لکڑی کا پارٹیشن ہونا تھا۔ خیال یہ تھا کہ دیوار کے فریم میں ہارڈ بورڈ لگا دیا جائے۔ لیکن کسی نے فائیو پلائی وڈ کی ان پیٹیوں کا خیال دلا دیا۔ میں نے سوچا کہ ہارڈ بورڈ سے بہتر وہی رہے گی۔ پلائی وڈ.... لہٰذا میں اتفاق سے خود ہی گوڈاؤن کی طرف جا نکلا۔ وہاں اسی دن کچھ پیٹیاں کھولی گئی تھیں۔ چوکیدار تنہا تھا اور وہ خود ہی پیٹیاں کھول کر ان میں سے پرزے نکال رہا تھا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ یہ کام تو کسی ذمہ دار آدمی کے سامنے ہونا چاہئے تھا اور پھر یہ چوکیدار کی ڈیوٹی نہیں تھی۔ میں نے اس سے اس کے متعلق استفسار کیا اور اس نے بوکھلا کر جواب دیا کہ گوڈاؤن انچارج نے اسے یہی ہدایت دی تھی۔ میں نے سوچا کہ انچارج سے جواب طلب کروں گا اور چوکیدار سے کہا کہ وہ ایک ٹھیلا لائے اور جتنی بھی پیٹیاں خالی ہو گئی ہیں انہیں کوٹھی میں بھجوا دے۔ وہ ٹھیلا لینے کے لئے دوڑا گیا۔ لیکن پھر اس کی واپسی نہ ہوئی۔ وہ خوب یاد آیا مس فٹنر واٹر.... لکی تو ٹھیک ہے نا۔ وہ ایک فرمانبردار کتا ہے۔ آپ کو یقیناً اس سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔!"

"بہترین ہے....!" جولیا نے کہا۔

"میرے پاس کئی قسم کے بہترین کتے ہیں۔ بہتیری کمیاب نسلیں بھی ہیں۔ کسی دن کوٹھی آیئے آپ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گی۔!"

"آپ یہ فرما رہے تھے کہ چوکیدار غائب ہو گیا۔!"

"اوہ.... دیکھئے بس اسی طرح ذہن بہک جاتا ہے۔ ہاں تو وہ مردود بھاگ گیا۔ میں نے ایک دوسرے گوڈاؤن کے چوکیدار سے ٹھیلا منگوایا۔ اس دوران میں میں نے ایک پیٹی کا ڈھکن اٹھایا اور

اندازہ کرنے لگا کہ وہ ہارڈ بورڈ سے بہتر ثابت بھی ہوگا یا نہیں۔ اچانک اس کے ایک گوشے پر نظر رک گئی اور میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جانتی ہیں میں نے کیا دیکھا۔ لکڑیوں کی پرت میں ایک پرت سونے کی بھی تھی۔ سونے کا پتر.... اسے بڑی خوبصورتی سے لکڑی کے پرتوں کے درمیان جمایا گیا تھا۔ شاید پیٹی کی کیلیں نکالتے وقت ایک گوشے کی لکڑی ادھڑ گئی تھی اور پرت ظاہر ہوگئی تھی۔ میں نے فوراً ہی گودام میں تالا ڈال دیا اور کوٹھی پر فون کر کے چار معتبر اور مسلح چوکیدار وہاں طلب کئے اور انہیں ہدایت کر دی کہ کسی کو گودام کے قریب بھی نہ آنے دیں۔ میں آپ سے کیا بتاؤں مس فٹنر واٹر.... ان تختوں سے تقریباً اٹھائیس سیر سونا برآمد ہوا تھا۔ لیکن میں نے کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہونے دی۔ آپ خود ہی سوچئے اگر یہ بات کھل جاتی تو کون یقین کرتا کہ سر سوکھے کے ہاتھ صاف ہیں۔ کون یقین کرتا۔ گوڈاؤن انچارج سے پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ چوکیدار کسی بڑے آفیسر کا حوالہ دے کر اسے مطمئن کر دیتا تھا۔ چونکہ اس سلسلے میں کبھی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے بھی اس پر دھیان نہیں دیا۔ اس طرح وہ ایک درد سری سے بچا رہتا تھا۔ ورنہ اسے بھی کھولی جانے والی پیٹیوں کا باقاعدہ طور پر ریکارڈ رکھنا پڑتا۔ میں نے اس سے پہلے کی خالی پیٹیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے جنرل منیجر کی درجنوں چٹھیاں دکھائیں جن میں وقتاً فوقتاً خالی پیٹیاں طلب کی گئی تھیں۔ اس نے بتایا کہ کچھ کباڑی قسم کے لوگ آتے تھے اور پیٹیاں وصول کر کے رسیدیں دے جاتے تھے۔ اس نے رسیدیں بھی دکھائیں۔ میں نے جنرل منیجر سے انکوائری کی مگر اس نے چٹھیوں کے دستخط اپنے نہیں تسلیم کئے۔ اس پر میں نے ایک ایکسپرٹ کی خدمات حاصل کیں جس نے منیجر کے بیان کی تصدیق کر دی۔ یعنی وہ دستخط سچ مچ جعلی تھے۔ بس یہیں سے انکوائری کا خاتمہ ہوگیا۔ میں اب کس کے گریبان میں ہاتھ ڈالتا۔!"

"آپ نے پولیس کو اطلاع دی ہوتی۔!" جولیا نے کہا۔

"شاید آپ میری دشواریوں کو ابھی تک نہیں سمجھیں۔ یقین کیجئے کہ میں قانونی معاملات میں بے حد ڈرپوک قسم کا آدمی ہوں۔ اگر کہیں پولیس نے الٹا مجھ پر ہی نمدہ کس دیا تو کیا ہوگا۔ میں تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہوں گا۔ اوہ.... مس فٹنر واٹر بہر حال مجھے اپنے فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ کے عملہ پر شبہ تھا۔ اس لئے میں نے وہ سیکشن ہی توڑ دیا اور اس کے پورے عملے کو برطرف کر دیا۔

"چوکیدار کا کیا ہوا تھا....!" جولیا نے پوچھا۔

"اوہ.... اس کا آج تک پتہ نہیں لگ سکا۔ وہ مل جاتا تو اتنی دردسری ہی کیوں مول لی جاتی۔ اس سے تو سب کچھ معلوم ہو سکتا تھا۔ اب میری مدد کیجئے۔!"

"مگر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں۔!"

سرسوکھے کی ٹھنڈی سانس کمرے میں گونجی اور وہ تھوڑی دیر بعد مسکرا کر بولا۔

"اب مجھے پوری بات شروع سے بتانی پڑے گی۔ بات دراصل یہ ہے مس واٹر میرے یہاں ایک اینگلو برمیز ٹائپسٹ تھی مس روشی۔ وہ آج کل رنگون گئی ہوئی ہے۔ اس نے ایک بار کسی مسٹر عمران کا تذکرہ کیا تھا جو پرائیویٹ سراغ رساں ہیں۔ اتفاق سے ایک دن مجھے اس نے دور سے مسٹر عمران کی زیارت بھی کرائی تھی اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ ان کے ساتھ تھیں۔!"

"میں....!"

"جی ہاں آپ.... دیکھئے مجھے شکلیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں یہ اور بات ہے کبھی کبھی نام بھول جاتا ہوں۔ مگر یہ بھی کم ہی ہوتا ہے۔ اس دوران میں جب یہ واقعہ پیش آیا۔ مجھے مسٹر عمران کا خیال آیا تھا۔ مگر افسوس کہ مجھے اس کا پتہ نہیں معلوم تھا۔ اچانک ایک دن آپ نظر آ گئیں۔ آپ اس وقت آفس میں داخل ہو رہی تھیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ آپ وہیں کام کرتی ہیں۔ میں نے پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ آپ وہیں کام کرتی ہیں۔ میں نے سوچا واہ سوکھے تم بہت خوش نصیب ہو۔ تمہارا فارورڈنگ اور کلیرنگ کا کام بھی ہوتا رہے گا اور عمران صاحب تک پہنچ بھی ہو جائے گی۔ واہ.... اور آج کل میرے ستارے بھی اچھے ہیں مس فٹنر واٹر.... اگر میں آپ کو صرف واٹر کہوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا۔ فٹنر واٹر کہنے میں میری زبان لڑکھڑاتی ہے۔!"

"آپ مجھے صرف جولیانا کہہ سکتے ہیں۔!" جولیا بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"اوہ.... بہت بہت شکریہ....!" وہ خوش ہو کر بولا۔ "میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اس وقت میرے دل سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہے۔ صرف آپ ہی سے میں یہ بات کہہ سکا ہوں۔ اوہ! مس فٹنر واٹر میں کتنا خوش نصیب ہوں دراصل اسی گفتگو کے لئے میں نے آپ کو تکلیف دی تھی۔ ورنہ حسابات تو سب جگہ کے یکساں ہوتے ہیں۔!"

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔!"

"مجھے عمران صاحب سے ملایئے.... ان سے سفارش کیجئے۔ انہیں مجبور کیجئے کہ اس معاملہ کا پتہ لگائیں۔ حالانکہ میں نے فارورڈنگ کے عملے کو الگ کر دیا ہے مگر کون جانے اصل چور اب بھی یہیں موجود ہو اور کبھی اس کی ذات سے مجھے کوئی بڑا نقصان پہنچ جائے۔ میں نجی طور پر اس کی

تحقیقات چاہتا ہوں۔ پولیس کو کانوں کان خبر نہ ہونی چاہئے۔!"

"دیکھئے میں کوشش کروں گی۔ ویسے بہت دنوں سے عمران سے ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"کوشش نہیں.... بلکہ یہ کام ضرور کیجئے مس جولیانا.... اخراجات کی پرواہ مجھے نہ ہوگی۔!"

"آج آپ مقبرے کے نیچے مچھلیوں کا شکار کھیل رہے تھے۔!" جولیا مسکرا کر بولی "اور آپ کا اسپینئیل شکار کی ہوئی مچھلیاں گھسیٹ رہا تھا۔!"

"شکار تو میں یقیناً کھیل رہا تھا۔!" اس نے حیرت سے کہا۔ "مگر آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مقبرے کے نیچے کھیل رہا تھا۔!"

"میں نے آپ کو دیکھا تھا....!"

"کمال ہے.... آپ وہاں کہاں....!"

"میں بھی اوپر جھاڑیوں میں تیتر تلاش کررہی تھی۔ کچھ فائر بھی کئے تھے۔ کیا آپ نے میرے فائروں کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔!"

"قطعی نہیں یا پھر ہوسکتا ہے میں نے دھیان نہ دیا ہو۔ اوہ تو کیا آپ بندوق چلاتی ہیں۔!"

"مجھے بندوق سے عشق ہے۔!"

"شاندار....!" سرسوکھے بچکانہ انداز میں چیخا۔ اس کی آنکھوں کی چمک میں بھی بچپن ہی جھلک رہا تھا۔ "آپ بندوق چلاتی ہیں۔ شاندار.... آپ واقعی خوب ہیں۔ مگر آپ نے مجھے آواز کیوں نہیں دی تھی۔ آہا کبھی میرے ساتھ شکار پر چلئے۔!"

"فرصت کہاں ملتی ہے مجھے....!" جولیا مسکرائی۔

"اوہ.... تو آپ کو بہت کام کرنا پڑتا ہے۔!"

"بہت زیادہ....!"

"بدتمیزی ضرور ہے مگر کیا پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو تنخواہ کتنی ملتی ہے۔!"

"مجھے فی الحال وہاں ساڑھے چار سو مل رہے ہیں۔!"

"بس.... یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ پر اتنی ذمہ داریاں اور تنخواہ.... آپ جانتی ہیں روشی کو یہاں کتنا ملتا تھا۔!"

"جولیا نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"چھ سو....!"

"اوہ....!" جولیا نے خواہ مخواہ حیرت ظاہر کی۔ وہ سرسوکھے کو بددل نہیں کرنا چاہتی تھی

کیونکہ ”چھ سو“ کہتے وقت اس کا لہجہ فخریہ تھا۔
”اور آپ کی خدمات کا معاوضہ تو ایک ہزار سے کسی طرح بھی کم نہ ہونا چاہئے۔!“
جولیا صرف مسکرا کر رہ گئی۔ انداز خاکسارانہ تھا۔
”میں اسے بیہودگی تصور کرتا ہوں کہ آپ کو آفر دوں۔ بہر حال جب بھی آپ وہاں سے بددل ہوں سوکھے انٹر پرائزرس کے دروازے اپنے لئے کھلے پائیں گی۔!“
”بہت بہت شکریہ جناب....!“
دفعتاً سر سوکھے نے انگلی اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اس کے چہرے پر ایسے آثار نظر آئے جیسے کسی کی آہٹ لے رہا ہو۔ جولیا بھی ساکت ہو گئی اس نے بھی کسی قسم کی آواز سنی تھی۔
اچانک سر سوکھے خوف زدہ انداز میں دہاڑا۔ ”کون ہے۔!“
”کسی کمرے میں کوئی وزنی چیز گری اور بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز آئی ایسا لگا جیسے کوئی دوڑتا ہوا زینے طے کر رہا ہو۔!“
سر سوکھے نے جیب سے پستول نکال لیا۔ لیکن جولیا اسکے چہرے پر خوف کے آثار دیکھ رہی تھی۔
”ٹھہریئے.....!“ جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔ ”میں دیکھتی ہوں۔!“
”اوہ.... نہیں.... پتہ نہیں کون تھا۔ بہر حال آپ نے دیکھ لیا تھا!“ اس نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے بڑھی۔ انہوں نے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ برابر والے کمرے میں دیوار کے قریب ایک چھوٹی سی میز گری ہوئی نظر آئی۔
”یہ دیکھئے.....!“ سر سوکھے نے کہا۔ ”کوئی اس میز پر کھڑا ہو کر روشن دان سے ہماری گفتگو سن رہا تھا۔!“
جولیا نے میز کی سطح پر ربر سول جوتے کے نشانات دیکھے۔
”آپ اس میز کو کسی کمرے میں مقفل کرا دیجئے۔ یہ نشانات عمران کے لئے کار آمد ہو سکتے ہیں۔!“ جولیا نے کہا۔
”گڈ.....!“ وہ خوش ہو کر بولا۔ ”اب دیکھئے یہ آپ کی ذہانت ہی تو ہے۔ مجھے اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ اوہ مس جولیانا مجھے یقین ہے کہ اب میری پریشانیوں کا دور ختم ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے۔!“
”آپ بالکل فکر نہ کریں۔!“ جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ”آپکے پاس بلڈ ہاؤنڈ بھی ہیں۔!“
”نہیں.... کیوں....!“
”اگر کوئی ہوتا تو اسے اس آدمی کی راہ پر بہ آسانی لگایا جا سکتا تھا۔ جو اس وقت ہماری گفتگو سن

رہا تھا۔!"

سر سوکھے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔

"اوہ.... مس جولیانا آپ کی ذہانت کی کہاں تک تعریف کی جائے۔ آپ تو بہت گریٹ ہیں۔ عمران صاحب کی صحبت نے آپ کو بھی اچھا خاصا جاسوس بنا دیا ہے۔ کاش آپ ہمارے ساتھ ہوتیں۔ میں چین کی نیند لے سکتا۔ ساری تشویش ختم ہو جاتی۔!"

سر سوکھے نے خاموش ہو کر ٹھنڈی سانس لی۔

اندھیری رات تھی سڑک پر ویرانیاں رقص کر رہی تھیں .... اور ان کا رقص دراصل جوزف کے وزنی جوتوں کی تال پر ہو رہا تھا۔ وہ اونٹ کی طرح سر اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ گو اس وقت وہ فوجی لباس میں نہیں تھا اور اس کے دونوں ریوالور بھی ہولسٹروں کی بجائے جیب میں تھے۔!

اس سڑک پر الیکٹرک پول اتنے فاصلے پر تھے کہ دو روشنیوں کے درمیان میں ایک جگہ ایسی ضرور ملتی تھی جہاں اندھیرا ہی رہتا تھا۔ درمیان میں دو پول چھوڑ کر بلب لگائے گئے تھے۔ یہ شہر سے باہر کا حصہ تھا۔ اگر ان اطراف میں دو چار فیکٹریاں نہ ہوتیں تو یہ سڑک بالکل ہی تاریک ہوتی۔

جوزف اس وقت کتھئی سوٹ اور سفید قمیض میں تھا۔ ٹائی تو وہ کبھی استعمال ہی نہیں کرتا تھا۔ آج کل وہ بالکل ہی دیو معلوم ہوتا تھا۔ عمران کی ڈنڈ بیٹھکوں نے اس کا جسم اور زیادہ نمایاں کر دیا تھا۔

وہ یکساں رفتار سے چلتا رہا اور اس کے وزنی جوتوں کی آوازیں دور دور تک گونجتی رہیں۔ فیکٹریوں کے قریب پہنچ کر وہ بائیں جانب مڑ گیا۔ یہ فیکٹریوں کی مخالف سمت تھی۔ ادھر دور تک ویرانہ ہی تھا۔ ناہموار اور جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی زمین میلوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

اچانک جوزف رک گیا۔ وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ رہا تھا۔ تقریباً سو گز کے فاصلے پر مشرق کی طرف اسے کوئی ننھی سی چیز دکھائی دی اور وہ دوسرے ہی لمحے میں زمین پر تھا۔ اب وہ گھٹنوں اور ہتھیلیوں کے بل بالکل اسی طرح آہستہ آہستہ چل رہا تھا جیسے کوئی تیندوا شکار کی گھات میں ہو۔

رخ اسی جانب تھا جہاں وہ ننھی سی چمکدار چیز نظر آئی تھی۔

"جوزف....!" اس نے ہلکی سی سرگوشی سنی اور وہ کسی وفادار کتے کی طرح اچھل کر ادھر ہی پہنچ گیا۔

"شش....!"

جوزف جھاڑیوں میں دبک گیا پھر کوئی اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "چند منٹ یہیں رکو۔!"

جوزف جس پوزیشن میں تھا اسی میں رہ گیا۔ یہ اس کی عجیب و غریب عادت تھی۔ جب بھی اسے مخاطب کیا جاتا تو وہ اس طرح ساکت ہو جاتا کہ اٹھا ہوا ہاتھ اٹھا ہی رہ جاتا۔ جماہی آ رہی ہوتی تو منہ پھیلا ہی رہ جاتا اور تاوقتیکہ کوئی بات نہ کہہ دی جاتی پھیلا ہی رہتا۔!

تھوڑی دیر بعد کہا گیا۔

"جوزف کیا تم اس وقت بہت خوش ہو۔!"

"ہاں.... باس بہت زیادہ.... کیونکہ میں نے آج ایک نئی چیز دریافت کی ہے۔!"

"اچھا....!"

"ہاں.... باس.... اگر اسپرٹ اور پانی میں تھوڑا سا جنجر ایسنس میں ملایا جائے تو بس.... مزہ ہی آ جاتا ہے۔!"

"تم نے پھر اسپرٹ شروع کر دی ہے۔!"

"ہاں.... باس....!"

"ایک ہزار ڈنڈ....!"

"نن.... نہیں.... باس....!" جوزف بوکھلا کر بولا۔ "نشہ اتر جائے گا۔ کھوپڑی بالکل خالی ہو جائے گی اور میں کیچوا بن کر رہ جاؤں گا۔!"

"چلو اٹھو....!" عمران نے اسے ٹہوکا دیا۔

"ہم کہاں چلیں گے باس....!"

"کالا گھاٹ.... تم نے دیکھا ہے نا....!"

"ہاں.... باس....!"

"وہاں ایک شراب خانہ ہے۔!"

"میں جانتا ہوں باس....!" جوزف خوش ہو کر بولا۔ "وہاں تاڑی بھی ملتی ہے۔!"

"ہوم.... اس شراب خانے کے پاس سے ندی کی سمت جو ڈھلان شروع ہوتی ہے تمہیں وہاں رکنا ہو گا۔!"

"ڈھلان پر رک کر کیا کروں گا باس....!" جوزف نے مایوسی سے کہا۔ "مطلب یہ کہ شراب خانہ....!"

"ہاں.... میں شراب خانے میں جاؤں گا....!" جواب ملا۔

"یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوگا باس... کہ آپ شراب خانے میں جائیں اور میں ڈھلان پر کھڑا رہوں۔!"

"چلتے رہو....!"

وہ اندھیرے ہی میں ناہموار راستے طے کرتے رہے۔ کبھی کبھی محدود روشنی والی چھوٹی سی ٹارچ روشن کر لی جاتی۔

جوزف کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"خاموشی سے چلتے رہو....!" کہا گیا۔

"آدھے گھنٹے بعد وہ ایک ڈھلوان راستے پر چل رہے تھے جہاں سے ندی کے کنارے والے چراغوں کے سلسلے صاف نظر آنے لگے تھے۔!

"ایک بار پھر سنو جوزف....!" اس سے کہا گیا۔"تم شراب خانے کی پشت پر ندی والی ڈھلان پر ٹھہرو گے۔!"

"اچھا باس....!" جوزف نے بے حد اداس لہجے میں کہا۔

"مگر تم وہاں کیوں ٹھہرو گے۔!"

"جمائیاں لینے اور آنسو بہانے کے لئے۔!" جوزف کی آواز دردناک تھی۔

عمران ہنس پڑا۔

"مگر باس.... تم اپنے محل میں کیوں نہیں آتے۔!" جوزف نے کہا۔

"یہ ایک درد بھری کہانی ہے۔جوزف....!" عمران غم ناک لہجے میں بولا۔"میری آخری بیوی کے رشتے دار مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں۔!"

"اف فوہ....!" جوزف چلتے چلتے رک گیا۔ اسے وہ پھرتیلا بوڑھا یاد آ گیا تھا جس نے دو تین دن پہلے رانا پیلس میں اپنی چلت پھرت کا مظاہرہ کیا تھا۔

بلیک زیرو کو علم ہی نہیں تھا کہ عمران کہاں ہوگا اس لئے یہ کہانی عمران تک نہیں پہنچ سکی تھی۔ اتفاق سے آج صبح جوزف ہواخوری کو نکلا تھا۔ راستے میں ایک لڑکے نے اسے ایک خط دیا۔ جو عمران کی طرف سے ٹائپ کیا گیا تھا اور جس میں جوزف کے لئے ہدایت تھی کہ وہ رات کو فلاں وقت فلاں مقام پر پہنچ جائے۔

جوزف اس معاملہ میں اتنا محتاط ثابت ہوا کہ اس نے اس کا تذکرہ بلیک زیرو (طاہر صاحب) سے بھی نہیں کیا تھا۔ حالانکہ وہ خود بھی دھوکا کھا سکتا تھا کیونکہ وہ خط ٹائپ کیا ہوا تھا اس کے نیچے بھی عمران کے دستخط نہیں تھے بلکہ نام ہی ٹائپ کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس نے کسی وفادار کتے کی طرح

اس میں عمران کی بو محسوس کی تھی اور نتیجے کے طور پر وہ اس وقت یہاں موجود تھا۔

"کیوں رک گئے....!" عمران نے ٹوکا۔

اس پر اس نے جڑی بوٹیاں فروخت کرنے والے بوڑھے کی داستان دہرائی اور بتایا کہ کس طرح اس نے اس کی جیب سے پستول نکال لیا تھا۔

عمران سوچ میں پڑ گیا اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس پر عمران ہونے کی بناء پر حملے ہو رہے تھے یا اس لئے کوئی اس کے پیچھے پڑ گیا تھا کہ رانا تہور علی صندوقی کا راز معلوم کر سکے۔ یا پھر حملہ آوروں کی نظروں میں بھی تہور علی اور عمران ایک ہی شخصیت کے دو مختلف روپ تھے۔

"بس اسی سے اندازہ کرلو.... جوزف کہ آج کل میں کتنی الجھنوں میں گھرا ہوا ہوں۔!"

"مجھے انکا پتہ بتاؤ باس... ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"چلتے رہو....!" عمران بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ اپنے ماتحتوں کو اپنے قریب بھی نہیں آنے دے گا۔ ورنہ اس کا امکان بھی ہے کہ اسی سلسلے میں ڈھمپ اینڈ کو کا راز ہی فاش ہو جائے۔

"ہاں تو باس.... مجھے اس ڈھلان پر کیا کرنا ہوگا۔!"

"اگر میری عدم موجودگی میں وہاں کوئی سبز رنگ کی موٹر بوٹ آئے تو تم فوراً ہی ایک ہوائی فائر کر دینا۔!"

"بس صرف ہوائی فائر کر دوں گا۔!" جوزف نے پھر مایوسانہ انداز میں پوچھا۔

"تم پر خون کیوں سوار رہتا ہے جوزف....!"

"نہیں تو باس.... وہ دراصل میں سوچتا ہوں کہ مجھے پھانسی کیوں نہ ہو جائے میں نے سنا ہے کہ اب اسپرٹ بھی لائسنس کے بغیر نہیں ملا کرے گی۔ مجھے کون لائسنس دے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں کسی کو قتل کر کے جیل چلا جاؤں۔!"

"اور اگر میں ہی تمہیں قتل کر دوں تو۔!"

"نہیں.... اس کی بجائے میری بوتلوں میں اضافہ کر دو.... باس....!" جوزف گھگھیایا۔

"اب روزانہ پانچ ہزار ڈنڈ....!"

"مم.... مرا.... نہیں.... نہیں باس میرے پھیپھڑے پھٹ جائیں گے۔!"

"خاموش رہو.... ہم شراب خانے کے قریب ہیں۔ تم یہیں سے اسی پگڈنڈی پر مڑ جاؤ۔ آگے چل کر یہ دو مختلف سمتوں میں تقسیم ہو گئی ہے مگر تم بائیں جانب مڑ جانا پگڈنڈی نہ چھوٹنے پائے۔ اس طرح تم ٹھیک اسی جگہ پہنچو گے جہاں ٹھہر کر تمہیں میرا انتظار کرنا ہے۔!"

"اچھا باس....!" جوزف کسی بہت ہی ستم رسیدہ آدمی کی طرح ٹھنڈی سانس لے کر پگڈنڈی پر مڑ گیا۔

عمران جواب روشنی میں آچکا تھا۔ یقینی طور جوزف کے لئے ایک مسئلہ بن کر رہ جاتا۔ اسی لئے ابھی اس نے اسے اندھیرے ہی میں رخصت کر دیا تھا۔ وہ دراصل ایک بوڑھے بھکاری کے روپ میں تھا اور اس کے جسم پر چیتھڑے جھول رہے تھے۔

جوزف چلتا رہا... اس مقام کو پہچاننے میں بھی اسے کوئی دشواری نہیں پیش آئی جہاں پگڈنڈی دو شاخوں میں بٹ کر مخالف سمتوں میں مڑ گئی تھی اور عمران کی بتائی ہوئی سمت میں چلنے لگا۔

ہوٹل کی پشت پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ گہرا اندھیرا فضا پر مسلط تھا۔ کہیں کہیں روشنی کے نقطے سے نظر آرہے تھے۔

جوزف لاکھ ڈفر سہی لیکن خطرات کے معاملہ میں وہ جانوروں کی سی حس رکھتا تھا۔ اس نے سوچا کہ فائر کرنے کے بعد وہ کیا کرے گا۔ اگر کچھ لوگ آگئے اور وہ پکڑ لیا گیا تو.... کیا باس اسے پسند کرے گا۔

اب وہ کوئی ایسا درخت تلاش کرنے لگا جسے فائر کرنیکے بعد اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کر سکے۔

اچانک ایک موٹر بوٹ گھاٹ سے آلگی۔

جوزف نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن پھر آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ بھلا اندھیرے میں موٹر بوٹ کا رنگ کیسے نظر آتا۔ ہیڈ لیمپ کی روشنی بھی اسے نہ ظاہر کر سکتی تھی۔

"او.... باس....!" جوزف دانت پیس کر بڑبڑایا۔ "تم نشے میں تھے یا مجھے ہی ہوش نہیں تھا۔ سبز رنگ .... ہائے سبز رنگ.... زرد نکلے تو کیا ہوگا۔ نیلا اودا.... کتھئی.... زعفرانی.... اب میں کیا کروں.... او باس....!"

وہ کھڑا دانت پیتا رہا پھر اپنے سر پر مکے مارنے لگا۔

بہر حال اب اس کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ عمران کو تلاش کر کے پوچھتا کہ اندھیرے میں موٹر بوٹ کا رنگ کیسے دیکھا جائے۔

وہ شراب خانے کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ اسے یقین تھا کہ عمران شراب خانے ہی میں ملے گا۔ شاید اس نے کہا بھی تھا۔

شراب خانہ پوری طرح آباد ملا۔ اس کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ دیواریں اور چھت سفید آئل پینٹ سے رنگی گئی تھیں۔ بس ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے بحری جہاز کا

شراب خانہ ہو۔ لیکن یہاں اتنی صفائی اور خوش سلیقگی کو دخل نہیں تھا۔

لوگ میلی کچیلی میزوں پر بیٹھے تاڑی یا دیسی شراب پی رہے تھے۔ ویسے بھی یہاں قیمتی شرابیں شاذو نادر ہی ملتی تھیں۔

یہاں پہنچ کر جوزف کی پیاس بُری طرح جاگ اٹھی۔ وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور چندھیائی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا۔ لیکن یہاں کہیں اسے عمران نہ دکھائی دیا۔

وہ جو ابھی زیادہ نشے میں نہیں تھے اسے گھورنے لگے تھے۔

دفعتاً ایک بوڑھا آدمی جھومتا ہوا اپنی میز سے اٹھا اور جوزف کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں گلاس تھا۔

اس کی ہیئت کذائی پر جوزف کو ہنسی آگئی۔ یہ ایک پست دبلا پتلا آدمی تھا۔ چہرے پر اگر ڈاڑھی نہ ہوتی تو بالکل گلہری معلوم ہوتا۔ آنکھیں دھندلی تھیں۔

جوزف کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور اس طرح سر اٹھا کر اس کی شکل دیکھنے لگا جیسے کسی منارہ کی چوٹی کا جائزہ لے رہا ہو۔

”کیا ہے....!“ جوزف نے کھسیانے انداز میں ہنس کر پوچھا۔

”مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارے کانوں تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مجھے لاؤڈ سپیکر نہ استعمال کرنا پڑے۔!“

”ہام....!“ جوزف اسے پکڑنے کے لئے جھکا اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

”خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بہت غم زدہ آدمی ہوں۔!“ بوڑھے نے رونی آواز میں کہا۔ وہ انگریزی ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

”کیا ہوا ہے.... تمہیں....!“ جوزف غرایا۔

”ادھر چلو.... میں تمہیں پلاؤں گا.... تمہیں اپنی دکھ بھری داستان سناؤں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تم میری مدد کرو گے۔ بہت زیادہ لمبے آدمی عموماً مجھ پر رحم کرتے ہیں۔!“

”میں نہیں پیوں گا....!“ جوزف نے احمقانہ انداز میں کہا اور پھر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

”کیا تمہیں کسی کی تلاش ہے....!“ بوڑھے نے پوچھا۔

”نہیں....!“

”تو پھر آؤ.... نا.... غم غلط کریں۔ تم مجھے کوئی بہت شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔!“

”ہاں....!“ جوزف نے سر ہلا کر پلکیں جھپکائیں۔

"آؤ.... دوست آؤ.... تمہارا دل بہت نورانی ہے۔!"

"جوزف سچ مچ خوش ہو گیا۔ اپنی صفائے دل کے متعلق کسی سے کچھ سن کر وہ بہت نہال ہو جاتا تھا۔ ایسے مواقع پر اسے فادر جوشوا یاد آجاتے جنہوں نے اسے عیسائی بنایا تھا اور جو اکثر کہا کرتے تھے کہ تم سفید فاموں سے افضل ہو کیونکہ تم کالوں کے دل بڑے نورانی ہوتے ہیں۔!"

بوڑھا اُسے اپنی میز پر لے آیا۔

"کیا پیو گے....!" اس نے جھومتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ.... شکریہ.... میں گھر سے باہر کبھی کچھ نہیں پیتا۔!" جوزف نے کہا۔

"یہ بہت بُری عادت ہے دوست.... گھر پر پینے سے کیا فائدہ.... کیا دیواروں سے دل بہلاتے ہو۔!"

"عادت ہے۔!" جوزف نے خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔

"نہیں میری خاطر پیو.... میں بہت غمزدہ آدمی ہوں۔ میری بات نہ ٹالو.... ورنہ میرے غموں میں ایک کا اور اضافہ ہو جائے گا۔!"

"تمہیں کیا غم ہے۔!"

"ایک دو.... نہیں ہزاروں ہیں.... بس تم پیو پیارے۔ یہی میرے غم کا علاج ہے۔ تم بہت نیک آدمی ہو ضرور پیو گے.... مجھے یقین ہے۔!"

"کیا میرے پینے سے تمہارے غم دور ہو جائیں گے۔!" جوزف نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"قطعی دور ہو جائیں گے۔!"

"اچھا تو پھر میں پیوں گا.... خدا تمہاری مشکل آسان کرے۔!" جوزف نے انگلیوں سے کراس بنایا۔

"کیا پیو گے....!"

"تاڑی.... سالہا سال گذرے کہ میں نے تاڑی نہیں پی۔!"

"مذاق مت کرو پیارے....!" بوڑھے نے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا....!" جوزف کو غصہ آگیا۔

"اچھا.... اچھا.... تاڑی ہی سہی۔!" بوڑھے نے کہا اور اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔ واپسی پر اس کے ہاتھوں میں تاڑی کی بوتل اور گلاس تھے۔

جوزف نے حلق تر کرنا شروع کیا۔ جب کھوپڑی کچھ گرم ہوئی تو میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "بتاؤ

کس کی وجہ سے تمہیں اتنے دکھ پہنچے ہیں۔!"

"ابھی بتاؤں گا.... سب سے پہلے آج کا غم دہراؤں گا۔!"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر بوڑھے نے کہا۔"ہزاروں روپے کی شراب برباد ہو جائے گی اگر میں نے دو گھنٹے کے اندر ہی اندر کوئی قدم نہ اٹھایا۔!"

"شراب برباد ہو جائے گی۔!" جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"ہاں پانچ بیرل یہاں سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر جنگل میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ہی انہیں وہاں چھپایا تھا۔ اب اطلاع ملی ہے کہ پولیس کو شبہ ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ عنقریب وہاں گھیرا ڈالنے والی ہے۔ کاش میرے بازوؤں میں اتنی قوت ہوتی کہ میں ان بیرلوں کو قریب ہی کے ایک کھڈ میں لڑھکا سکتا۔!"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔!" جوزف اکڑ کر بولا۔"میں چل کر لڑھکا دوں گا۔!"

"اوہ.... اگر تم ایسا کر سکو تو ایک بیرل تمہارا انعام....!"

"لاؤ.... ہاتھ....!" جوزف میز پر ہاتھ مار کر بولا۔"بات پکی ہو گئی.... میں لڑھکاؤں گا اور تم اس کے عوض مجھے ایک بیرل دو گے۔!"

پھر تاڑی کی مزید دو بوتلیں ختم ہونے تک بات بالکل ہی پکی ہو گئی اور جوزف لڑکھڑاتا ہوا اٹھا۔ بوڑھا آدمی کسی ننھے سے بچے کی طرح اس کی انگلی پکڑے چل رہا تھا۔

یہ جوڑا دیکھ کر لوگ بے تحاشا ہنسنے لگے تھے اور جوزف تو اب اسے قطعی فراموش کر چکا تھا کہ یہاں کیوں آیا تھا۔!

ایکس ٹو نے اپنے ماتحتوں کو باقاعدہ طور پر ہدایت کر دی تھی کہ وہ عمران کے متعلق کسی چکر میں نہ پڑیں۔ نہ تو اس کے فلیٹ کے فون نمبر رنگ کئے جائیں اور نہ کوئی ادھر جائے۔ جولیا کو اس قسم کی ہدایت دیتے وقت اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

جولیا اس پر بُری طرح جھلا گئی تھی۔ لیکن کرتی بھی کیا۔ ایکس ٹو بہر حال اپنے ماتحتوں کے اعصاب پر سوار تھا۔ وہ اس سے اسی طرح خائف رہتے تھے جیسے ضعیف الاعتقاد لوگ بد ارواح کے نام پر لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔

مگر جولیا الجھن میں مبتلا تھی۔ آج کل ایک ناقابل فہم سی خلش ہر وقت ذہن میں موجود رہتی اور اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ شہر کی گلیوں میں بھٹکتی پھرے۔ چھتوں اور دیواروں کے درمیان گھٹن

سی محسوس ہوتی تھی۔

آج صبح اس نے فون پر بڑے جھلائے ہوئے انداز میں ایکس ٹو سے گفتگو کی تھی۔ اسے بتایا تھا کہ سوکھے کی بھاگ دوڑ کا اصل مقصد کیا ہے۔ پھر وہ اس کے لئے عمران کو تلاش کرے یا نہ کرے۔

"بس اسی حد تک جولیانا.... کہ وہ مطمئن ہو جائے۔!" ایکس ٹو نے جواب دیا تھا۔ "اسے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ تم اسے ٹال رہی ہو۔ بلکہ عمران کی گمشدگی پر پریشانی بھی ظاہر کرو۔!"

جولیا بُرا سامنہ بنا کر رہ گئی تھی۔

سر سوکھے کی فرمائش کے مطابق آج اسے عمران کی تلاش میں اس کا ساتھ دینا تھا۔ سب سے پہلے وہ عمران کے فلیٹ میں پہنچے لیکن سلیمان سے یہی معلوم ہوا کہ عمران پچھلے پندرہ دنوں سے غائب ہے۔ پھر جولیا نے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عمران وہاں کا مستقل ممبر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں سے اس کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہو سکیں۔

وہ ٹپ ٹاپ کلب پہنچے۔ یہاں بھی کوئی امید افزا صورت نہ نکل سکی۔ آخر سر سوکھے نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب کہاں جائیں.... میں واقعی بڑا بدنصیب ہوں مس جولیانا۔ آیئے کچھ دیر یہیں بیٹھیں۔!"

جولیا کو اس پہاڑ نما آدمی سے بڑی الجھن ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ کہیں نکلتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف یہی ایک خیال ہوتا تھا کہ وہ بڑی مضحکہ خیز لگ رہی ہوگی۔ آس پاس کے سارے لوگ انہیں گھور رہے ہوں گے۔

مگر اس کم بخت ایکس ٹو کو کیا کہے جس کا حکم موت کی طرح اٹل تھا۔

وہ سر سوکھے کے ساتھ بیٹھی اور بور ہوتی رہی۔ لیکن پھر اس نے ریکریئشن ہال میں چلنے کی تجویز پیش کی۔

مقصد یہ تھا کہ وہاں کوئی نہ کوئی اس سے رقص کی درخواست ضرور کرے گا اور سر سوکھے سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ سر سوکھے اس تجویز پر خوش ہوا تھا۔

وہ ریکریئشن ہال میں آئے۔ یہاں ابھی آرکسٹرا جاز بجا رہا تھا اور چند باوردی منتظمین چوبی فرش پر پاؤڈر چھڑکتے پھر رہے تھے۔

وہ گیلری میں جا بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد رقص کے لئے موسیقی شروع ہوئی۔!

"کیا میں آپ سے رقص کی درخواست کر سکتا ہوں۔!" سر سوکھے نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"آپ....!" جولیا نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔ اس کا سر چکرا گیا تھا۔

"اوہ.... دفعتاً سر سوکھے بے حد مغموم نظر آنے لگا۔ کرسی کی پشت سے ٹکے ہوئے اس نے چھت پر نظریں جمادیں اور جولیا کو اپنے رویہ پر افسوس ہونے لگا۔ کیونکہ سر سوکھے کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ جولیا نے محسوس کیا کہ اس کا وہ "آپ" گویا ایک تھپڑ تھا جو سر سوکھے کے دل پر پڑا تھا۔ کیونکہ "آپ" کہتے وقت جولیا کے لہجے میں تحیر سے زیادہ تضحیک تھی۔

"اوہو.... تو پھر آپ اٹھئے نا....!" جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

وہ ہنسنے لگا۔ بے تکی سی ہنسی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے خود اسے بھی احساس ہو کہ وہ یونہی احمقانہ انداز میں ہنس پڑا ہے۔ پھر وہ آنکھیں ملنے لگا۔

"نہیں....!" وہ کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں اپنی اس بے تکی درخواست پر شرمندہ ہوں۔ میں آپ کو بھی مضحکہ خیز نہیں بنانا چاہتا۔!"

وہ پھر ہنسا مگر جولیا کو اس کی ہنسی دردناک معلوم ہوئی تھی۔ ایسا لگا تھا جیسے متعدد کراہوں نے ہنسی کی شکل اختیار کرلی ہو۔

"مس فٹنر واٹر....!" اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ہڈیوں اور گوشت کا یہ بنجر پہاڑ ہمیشہ تنہا کھڑا رہے گا۔ میں نے نہ جانے کس رو میں آپ سے درخواست کردی تھی۔ اداس اور تنہا آدمی بچوں کی سی ذہنیت رکھتے ہیں۔ گوشت اور ہڈیوں کے اس بے ہنگم سے ڈھیر میں چھپا ہوا سوکھے رام بچہ ہی تو ہے۔ جو بڑی لاپروائی سے اس بدنما ڈھیر کو اٹھائے پھرتا ہے۔ اگر باشعور ہوتا تو....!"

"اوہ دیکھئے.... آپ بالکل غلط سمجھے.... سر سوکھے! میرا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔ دراصل مجھے اس پر حیرت تھی کہ....!"

"نہیں.... مس جولیانا.... میں خود بھی تماشا بننا پسند نہیں کروں گا۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر دردناک آواز میں بولا۔

جولیا خاموش ہوگئی۔ رقص شروع ہو چکا تھا۔ سر سوکھے رقاصوں کو کسی بچے ہی کے سے انداز میں دیکھتا رہا۔ نہ جانے کیوں جولیا سچ مچ اس کے لئے مغموم ہوگئی تھی۔

جوزف بس چلتا ہی رہا۔ اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کتنا چل چکا ہے اور کب تک چلتا رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی زبان بھی چل رہی تھی۔ نوجوانی کے قصے چھیڑ رکھے تھے۔

نوجوانی کے قصے بھی جوزف کی ایک کمزوری تھی۔ وہ مزے لے لے کر اپنے کارنامے بیان کرتا تھا اور ان کہانیوں کے درمیان قبیلے کی ان لڑکیوں کا تذکرہ ضرور آتا تھا جو اس پر مرتی تھیں۔

اس مرحلہ پر جوزف کے ہونٹ سکڑ جاتے اور آواز میں سختی پیدا ہو جاتی۔ ایسا لگتا جیسے حقیقتاً اسے کبھی ان کی پرواہ نہ ہوئی ہو۔ اس وقت وہ بوڑھے سے کہہ رہا تھا۔ "بھلا بتاؤ مجھے ان باتوں کی فرصت کہاں ملتی تھی۔ میں تو زیادہ تر رائفلوں اور نیزوں کے کھیل میں الجھا رہتا تھا۔ جب بھی سفید فام شکاری میرے علاقہ میں داخل ہوتے تو انہیں تیندوے کی تلاش ضرور ہوتی تھی۔ میں ہی ان کی رہنمائی کرتا تھا۔ ان کی زندگیاں میری مٹھی میں ہوتی تھیں۔ اب بتاؤ تم ہی بتاؤ.... میں کیا کرتا۔ نگانہ جو قبیلے کی سب سے حسین لڑکی تھی۔ اس نے مجھے بددعائیں دی تھیں۔ آہ.... آج میں اسی لئے بھٹکتا پھر رہا ہوں۔ مگر بتاؤ.... میں کیا کرتا۔ اس کیلئے کہاں سے وقت نکالتا۔!"

"ٹھیک ہے.... پیارے.... تم بہت مشغول آدمی ہو۔!" بوڑھے نے کہا اور جوزف کی انگلی پکڑے ہوئے چلتا رہا۔

جوزف نے پھر بکواس شروع کر دی۔ "تاڑی کی تین بوتلیں ہٹلر بھی بن سکتی ہیں اور علم الکلام کی ماہر بھی۔"

اچانک بوڑھا چلتے چلتے رک گیا اور خوش ہو کر بولا۔ "واہ.... اب تو وہ بیرل یہاں سے لے جائے بھی جا سکتے ہیں۔ میرے آدمی ٹرک لے آئے ہیں۔ لیکن پولیس کا کہیں پتہ نہیں ہے۔!"

"ہائیں....!" جوزف منہ پھاڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "اب میرے انعام کا کیا ہوگا۔!"

"ایک بیرل تمہارا ہے دوست....!" بوڑھے نے اس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔ "تم اب انہیں ٹرک پر چڑھانے میں مدد دو گے۔"

ٹرک قریب ہی موجود تھا۔ اس کا پچھلا ڈھکنا زمین پر لٹکا ہوا تھا۔ جوزف نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا۔ یہ ایک ویرانہ تھا۔ گھنیرے درخت اور جھاڑ جھنکاڑ قرب و جوار میں کچھ اور اضافہ کرتے ہوئے سے معلوم ہو رہے تھے۔

"چلو... اندازہ کر لو کہ تم بیرل اوپر چڑھا سکو گے یا نہیں۔!" بوڑھے نے کہا اور ٹرک پر چڑھ گیا۔

جوزف کی رفتار سست تھی لیکن وہ بھی اوپر پہنچ ہی گیا۔ ٹرک تین طرف سے بند تھا اور اس کی چھت کافی اونچی تھی لیکن جوزف جیسے لمبے تڑنگے آدمی کو تو جھکنا ہی پڑا تھا۔

"چڑھا سکو گے نا....!" بوڑھے نے پوچھا۔

"بل.... بل.... بلکول....!" جوزف لڑکھڑایا اور آندھی سے اکھڑے ہوئے کسی تناور درخت کی طرح ڈھیر ہو گیا اسے اس پر بھی غور کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ کھوپڑی پر ہونے والے تین بھرپور وار زیادہ نشہ آور ہوتے ہیں.... یا تاڑی کی تین بوتلیں۔!

اس کا ذہن تاریکی کی دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ ٹرک سے دو آدمی کودے پچھلا ڈھکن اٹھا کر بولٹ کر دیا گیا۔ پھر دونوں ٹرک کے اگلے حصے میں چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ٹرک چل پڑا۔

صفدر نے اس دن کے بعد سے اب تک ڈھمپ اینڈ کو کے دفتر کی شکل نہیں دیکھی تھی جب وہاں عمران کی موت کی اطلاع لے کر گیا تھا۔ ایکس ٹو کی طرف سے اسے یہی ہدایت ملی تھی۔

لیکن وہ عمران کے متعلق الجھن میں تھا۔ کبھی یقین کرنے پر مجبور ہو تا کہ اب عمران اس دنیا میں نہیں اور کبھی پھر کئی طرح کے شبہات سر اٹھاتے۔ مگر یہ تو اس کی آنکھوں کے سامنے کی بات تھی کہ عمران چیخ مار کر ندی میں جا پڑا تھا۔ کچھ بھی ہو.... دل نہیں چاہتا تھا کہ عمران کی موت پر یقین کرے۔

جولیا نے کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ عمران زندہ ہے اور اسے اس واقعہ کے بعد اس کی کوئی تحریر ملی تھی۔ رہا ایکس ٹو تو اسے یقینی طور پر صحیح حالات کا علم تھا اور نہ وہ جولیا کو فون پر سرزنش کیوں کرتا۔ یہی سوچ کر جولیا نے اس سے بھی اس مسئلہ پر کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔

بہر حال صفدر آج کل زیادہ تر گھر ہی میں پڑا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ آرام کرسی میں پڑا اونگھ رہا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی جو ان دنوں شاذونادر ہی بجتی تھی۔

وہ اچھل پڑا۔

"ہیلو....!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہائیں....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کیا تم زندہ ہو۔!"

"ارے....!" صفدر پر مسرت لہجے میں چیخا۔ "آپ....!"

اس نے عمران کی آواز صاف پہچان لی تھی۔

"اتنی زور سے نہ چیخو کہ تمہاری لائن کو شادیٔ مرگ ہو جائے۔ ویسے میں عالم بالا سے بول رہا ہوں۔!"

"عمران صاحب.... خدا کے لئے بتایئے کہ وہ سب کیا تھا....!"

"یار بس کیا بتاؤں....!" دوسری طرف سے مغموم لہجے میں کہا گیا۔ "میں تو یہی سمجھ کر مرا تھا کہ گولی لگ چکی ہے۔ مگر فرشتوں نے پھر دھکا دے دیا۔ کہنے لگے کہ کھسکو یہاں سے۔ یہاں چار سو بیس نہیں چلے گی۔ گولی وولی نہیں لگی۔ آئندہ اچھی طرح مرے بغیر ادھر کا رخ بھی نہ کرنا۔

نہیں تو اب کی دم لگا کر واپس کئے جاؤ گے۔!"

صفدر ہنسنے لگا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ اس کی ایک بہت بڑی الجھن رفع ہو گئی تھی۔

"جولیا بے حد پریشان تھی۔!" صفدر نے کہا۔

"پچھلے سال میں نے اس سے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادھار لئے تھے نا.... آج تک واپس نہیں کر سکا۔!"

"عمران صاحب خدا آپ کو جمالیاتی حس بھی عطا کر دے۔ تو کتنا اچھا ہو۔!"

"تب پھر لوگ مجھے جمال احمد کہیں گے!" عمران خوش ہو کر بولا۔ "اور میں جمالی تخلص کرنے لگوں گا۔ خیر اس پر کبھی سوچیں گے۔ اس وقت تمہیں ایک ایسے آدمی کا تعاقب کرنا ہے جو ٹپ ٹاپ نائٹ کلب کے بلیئرڈ روم نمبر ۳ میں بلیئرڈ کھیل رہا ہے۔ اس کے جسم پر سرمئی آئرین کا سوٹ ہے اور گلے میں نیلی دھاریوں والی زرد ٹائی۔ اگر وہ تمہارے پہنچنے تک وہاں سے جا چکا ہو تو پھر وہیں ٹھہرنا....!" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

صفدر کو ٹپ ٹاپ کلب پہنچنے میں بیس منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے۔ وہ آدمی اب بھی بلیئرڈ روم میں موجود تھا۔ جس کے متعلق عمران نے بیس منٹ پہلے اس سے فون پر گفتگو کی تھی۔ یہ ایک لمبا تڑنگا اور صحت مند نوجوان تھا۔ جبڑوں کی بناوٹ اس کی سخت دلی کا اعلان کر رہی تھی۔ البتہ آنکھیں کاہلوں اور شرابیوں کی سی تھیں۔ آنکھوں کی بناوٹ اور جسم کے پھرتیلے پن میں بڑا تضاد تھا۔

صفدر اس طرح ایک خالی کرسی پر جا بیٹھا جیسے وہ بھی کھیلنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہاں چار بلیئرڈ روم تھے اور ہر کمرے میں دو دو میزیں تھیں۔ اس کمرے کی دونوں میزوں پر کھیل ہو رہا تھا۔

بھاری جبڑے والے کا ساتھی تھوڑی دیر بعد ہٹ گیا اور بھاری جبڑے والے نے صفدر سے پوچھا۔

"کیا آپ کھیلیں گے۔!"

"جی ہاں....!" صفدر اٹھ گیا۔

دونوں کھیلنے لگے۔ کچھ دیر بعد صفدر نے محسوس کیا کہ اس کی باتیں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کیسے وہ عورتوں اور آرائشی مصنوعات کا تذکرہ نکال بیٹھا تھا۔ "کیا خیال ہے کہ آپ کا یہ عورتیں سال میں کتنی لپ اسٹک کھا جاتی ہوں گی۔!" اس نے پوچھا۔

"ابھی تک میں عورتوں کے معاملات سمجھنے کے قابل نہیں ہوا۔!" صفدر نے جوب دیا۔

"اوہو.... تو کیا ابھی تک سنگل ہی ہو یار....!"

"بالکل سنگل....!"

"یہ تو بہت بُری بات ہے کہ تمہاری آمدنی کا بہت بڑا حصہ لغویات پر نہیں صرف ہوتا۔!"

"تم شائد بہت زیادہ زیر بار ہو جاتے ہو۔!" صفدر مسکرایا۔

"دو بیویاں ہیں.... لیکن ایک کو دوسری کی خبر نہیں۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے۔!"

"دن ایک کے یہاں گزرتا ہے رات دوسری کے یہاں۔! ایک سمجھتی ہے کہ میں فلموں کے لئے کہانیاں لکھتا ہوں وہی جس کے یہاں رات بسر ہوتی ہے اور دوسری سمجھتی ہے کہ میں ایک مل میں اسسٹنٹ ویونگ ماسٹر ہوں اور ہمیشہ رات کی ڈیوٹی پر رہتا ہوں۔!"

"تو تم حقیقتاً کیا کرتے ہو....!"

"فلموں کے لئے کہانیاں لکھتا ہوں۔!" اس نے جواب دیا۔ "اور یہ کہانیاں کہیں بھی بیٹھ کر لکھی جاسکتی ہیں۔ اگر کبھی ناوقت سیٹ پر جانا پڑا تو اس وقت والی بیوی سمجھتی ہے کہ اوور ٹائم کر رہا ہوں۔ یا شوٹنگ طویل ہو گئی ہے۔!"

"کمال کے آدمی ہو۔!"

"بیویوں کو دھوکا دینا میری تفریح ہے۔ اب تیسری کے امکانات پر غور کر رہا ہوں۔ لیکن وقت کیسے نکالوں گا۔!"

"واہ.... تیسری بھی کرو گے۔!"

"کرنی ہی پڑے گی۔ دیکھو یار قصہ دراصل یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ شادیاں کرنے سے سالیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور سالیاں.... ہا.... اگر سالیاں نہ ہوں تو دنیا ویران ہو جائے۔!"

"مجھے تو اس نام ہی سے گھن آتی ہے۔!" صفدر نے کہا۔

"آہا.... تو تم انہیں سالیوں کی بجائے بتاشیاں یا جلیبیاں کہہ لیا کرو۔ کیا فرق پڑتا ہے۔!"

صفدر ہنسنے لگا اور تھوڑی دیر بعد یہ بھول ہی گیا کہ وہ یہاں کس لئے آیا تھا۔

کھیل ختم ہو جانے کے بعد وہ ڈائننگ روم میں آبیٹھے۔ بھاری جبڑے والا ایک لاپرواہ اور فضول خرچ آدمی معلوم ہوتا تھا۔

کافی پیتے وقت اس نے صفدر سے کہا۔ "یار مجھ پر ایک احسان کرو۔!"

"کیا....؟" صفدر چونک پڑا۔

اس نے کلائی کی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "چھ بج رہے ہیں لیکن میں رات والی بیوی سے آج پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔ میں اس سے کہوں گا کہ تم اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہو۔ آج رات پھر شوٹنگ

ہو گی۔ اس لئے ڈائریکٹر نے تمہیں ساتھ کر دیا ہے۔ تا کہ تم مجھے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ.... ساڑھے سات بجے ہم گھر ہی پر رات کا کھانا کھائیں گے۔ تم برابر کہتے رہنا.... بھئی جلدی چلو اور بس ہم آٹھ بجے تک گھر سے نکل آئیں گے۔ کیوں؟ پھر ہم دونوں دوست ہو جائیں گے اور تم آئندہ بھی ایسے مواقع پر میرے کام آیا کرنا....!"

صفدر ہنسنے لگا۔ مگر بھاری جبڑے والے کی سنجیدگی میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا۔

"میں سنجیدہ ہوں دوست....!" اس نے کہا۔ "اگر تم یہ کام نہ کر سکو تو صاف جواب دو تا کہ میں کسی دوسرے کو پھانسوں.... بس کسی اور کے ساتھ کچھ دیر کھیلنا پڑے گا۔ سارے ہی آدمی تمہاری طرح ٹھس تھوڑا ہی ہوں گے۔ ایڈونچر کا شوق کسے نہیں ہوتا۔ بہتیرے پھنسیں گے۔!"

صفدر نے سوچا چلو دیکھا جائے گا کہ یہ آدمی کس حد تک بکواس کر رہا ہے اور پھر اسے بہر حال اس کے متعلق معلومات فراہم کرنی تھیں۔ پہلے چوری چھپے یہ کام سرانجام دینا پڑتا۔ مگر اب تو اسے کھلی ہوئی کتاب کی طرح پڑھ سکے گا۔!

اس نے حامی بھر لی۔

باہر نکل کر بھاری جبڑے والے نے کہا۔ "یہ تو اور اچھی بات ہے کہ تمہاری کار بھی موجود ہے اب وہ شبہ بھی نہ کر سکے گی کہ میں اسے الو بنا رہا ہوں۔ وہ تمہارے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہونے پر ایمان لے آئے گی۔"

"قطعی....!" صفدر یونہی بولنے کے لئے بولا۔

وہ صفدر کی رہنمائی کرتا رہا اور پھر ماڈل کالونی کی ایک دور افتادہ عمارت کے سامنے کار روکنے کو کہا۔ عمارت خوبصورت تو نہ تھی مگر کافی بڑی تھی۔ پائیں باغ ابتر حالت میں تھا جس سے مالک مکان کی لاپروائی یا مفلوک الحالی ظاہر ہو رہی تھی۔

اس نے اسے نشست کے کمرے میں بٹھایا اور خود اندر چلا گیا۔ صفدر سوچ رہا تھا کہ اسے فلموں یا فلموں کی شوٹنگ کے متعلق بالکل کچھ نہیں معلوم۔ اگر اس کی بیوی اس سلسلے میں اس سے کچھ پوچھ بیٹھی تو کیا ہو گا۔

لیکن اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی تین چار آدمی صفدر پر ٹوٹ پڑے۔ حملہ پشت سے ہوا تھا۔ اس لئے اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔

ایک نے اس کا منہ دبا لیا تھا اور دو بُری طرح جکڑے ہوئے دروازے کی طرف کھینچ رہے تھے۔ لیکن جب وہ اس طرح اس کمرے سے باہر نہ لے جا سکے تو تین مزید آدمی ان کی امداد کے

لئے وہاں آپہنچے اور صفدر کشاں کشاں ایک تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ تہہ خانے کا علم تو اسے اس وقت ہوا جب اس کی آنکھوں پر سے پٹی کھولی گئی۔ بعد میں آنے والے تین آدمیوں میں سے ایک نے اس کی آنکھوں پر رومال باندھ دیا تھا۔ کسی نے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑ دیئے تھے۔

لیکن جب آنکھوں پر سے رومال کھولا گیا تو اس کے سامنے صرف ایک ہی آدمی تھا اور یہ تھا وہی بھاری جبڑے والا جو اسے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب سے یہاں تک لایا تھا۔

"مجھے افسوس ہے دوست....!" اس نے سر ہلا کر مغموم لہجے میں کہا۔ "اس وقت دونوں بیویاں یہاں موجود ہیں۔ اس لئے یہ ابتری پھیلی ہے۔ سالیوں کی بجائے دونوں طرف کے سالے اکٹھے ہو گئے ہیں اور انہیں شبہ ہے کہ تم ہی مجھے بہکایا کرتے ہو۔"

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے ہوئے اسے گھورتا رہا۔

وہ کوشش کر رہا تھا کہ پشت پر بندھے ہوئے ہاتھ آزاد ہو جائیں۔ لیکن کامیابی کی امید کم تھی اگر کسی طرح وہ اپنے ہاتھ استعمال کرنے کے قابل ہو سکتا تو اس بھاری جبڑے کے زاویوں میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں ضرور نظر آتیں کیونکہ وہ ایک بے جگر فائٹر تھا۔

دفعتاً بائیں جانب دیوار سے ایک دروازہ نما خلاء نمودار ہوئی اور جوزف جھکا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر پٹی چڑھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ بھی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ سر شائد زخمی تھا۔ شاید یہ صفدر کی چھٹی حس ہی تھی جس نے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نہ پیدا ہونے دیئے اور جوزف تو پہلے ہی سے سر جھکائے کھڑا ہوا تھا۔ اس لئے کسی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والے آثار اکھڑے ہوئے نشے سے پیدا ہونے والی بوریت کی غمازی کر رہے تھے زیادہ دیر تک شراب نہ ملنے پر اس کی پلکیں ایسی ہی بوجھل ہو جاتی تھیں کہ وہ کسی کی طرف دیکھنے میں بھی کاہلی محسوس کرتا تھا۔

اچانک بھاری جبڑے والے نے صفدر سے پوچھا۔ "یہ کون ہے۔!"

"میں کیا جانوں....؟" صفدر غرایا۔ "کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

بھاری جبڑے والے کا قہقہہ کافی طویل تھا۔ لیکن جوزف اب بھی سر جھکائے کسی بت کی طرح کھڑا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ آوازیں اس کے کانوں تک پہنچی ہی نہ ہوں۔ جو آدمی اسے یہاں لایا تھا اس کی رائفل کی نال اب بھی اس کی کمر سے لگی ہوئی تھی۔

"تم بکواس کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے دوست...!" بھاری جبڑے والے نے کہا۔ "تم عمران کے آدمی ہو اور اس وقت بھی اس کے ساتھ تھے جب وہ ندی پر مقبرہ کے قریب گھیرا گیا تھا۔!"

"مجھے اس سے کب انکار ہے... مگر میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔!" صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"یہ عمران کا ملازم نہیں ہے....؟" بھاری جبڑے والے نے غرا کر کہا۔

"میں نے تو کبھی عمران کے ساتھ نہیں دیکھا۔!" صفدر نے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف اب عمران کے ساتھ اس کے فلیٹ میں نہیں رہتا۔ بلکہ مستقل طور پر رانا پیلس ہی میں اس کا قیام ہے۔ اس لئے وہ اس کے معاملے میں محتاط ہو کر زبان کھول رہا تھا۔

"رانا تہور علی کو جانتے ہو۔!"

"یہ نام میرے لئے بالکل نیا ہے۔!" صفدر نے متحیرانہ لہجے میں کہا۔

"او.... حبشی....!" دفعتاً وہ جوزف کی طرف مڑ کر گرجا۔ "اب تم اپنی زبان کھولو۔ ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دیا جائے گا۔!"

"جاؤ....!" جوزف سر اٹھائے بغیر بھرائی سی آواز میں بولا۔ "پہلے میری پیاس بجھاؤ.... پھر میں بات کروں گا۔ تم لوگ بہت کمینے ہو۔ تمہیں شائد نہیں معلوم کہ شراب ہی میری زبان کھلوا سکے گی۔!"

"شراب نہیں مل سکے گی۔!"

"تب پھر مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں.... جو تمہارا دل چاہے کرو۔!"

"ادھر دیکھو.... کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو۔!" اشارہ صفدر کی طرف تھا۔

"کیوں دیکھوں.... کیسے دیکھوں.... میری آنکھوں کے سامنے غبار اڑ رہا ہے۔ مجھے اپنے پیر بھی صاف نہیں دکھائی دیتے۔ شراب لاؤ۔ یا مجھے گولی مار دو۔!"

"پلاؤ.... اسے پلاؤ....!" دفعتاً بھاری جبڑے والا دونوں ہاتھ ہلا کر غرایا۔ "اتنی پلاؤ کہ اس کا پیٹ پھٹ جائے۔!"

رائفل والا جوزف کے پاس سے ہٹ کر پچھلے دروازے سے نکل گیا۔

"عمران کہاں ہے۔!" وہ پھر صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔

"اگر تم یہ جانتے ہو کہ میں اس دن عمران کے ساتھ تھا جب ہم پر چاروں طرف گولیاں برس رہی تھیں تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ عمران کام آ گیا تھا اور میں بچ کر نکل گیا تھا۔!"

"ہمیں تو اس پر یقین تھا کہ تم بھی نہ بچے ہو گے۔ لیکن آج تم یہاں میرے سامنے موجود ہو۔ تم اتنی چالاکی سے نکل گئے تھے کہ ہمیں پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔!"

"عمران گولی کھا کر دریا میں گر گیا تھا۔!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن وہ ڈر رہا تھا

کہ کہیں جوزف یہ جملے سن کر چونک نہ پڑے۔ وہ اس وقت کی گفتگو سے اچھی طرح اندازہ کر چکا تھا کہ وہ رانا تہور علی اور عمران کی الجھن میں پڑ گئے ہیں۔

لیکن صفدر کے اندیشے بے بنیاد ثابت ہوئے کیونکہ جوزف کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔ اس نے نہ تو سر اٹھایا اور نہ کسی طرف دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد قدموں کی آہٹ سنائی دی اور رائفل والا دیسی شراب کی دو بوتلیں لئے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"ایک بوتل کھول کر اس کے منہ سے لگا دو۔!" بھاری جبڑے والے نے کہا۔ تعمیل کی گئی۔ جوزف کے موٹے موٹے ہونٹ بوتل کے منہ سے چپک کر رہ گئے۔ بڑا مضحکہ خیز منظر تھا۔ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بھوکے شیر خوار بچے نے دودھ کی بوتل سے منہ لگا کر چسر چسر شروع کر دی ہو۔

آدھی بوتل غٹاغٹ پی جانے کے بعد اس نے بوتل کا منہ چھوڑ کر دو تین لمبی لمبی سانسیں لیں اور مسکرا کر بولا۔

"تم بڑے اچھے ہو.... بڑے پیارے آدمی ہو.... تم پر آسمان سے برکتیں نازل ہوتی رہیں اور آسمانی باپ تمہیں اچھے کاموں کی توفیق دے۔!"

بھاری جبڑے والا کینہ توز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سالہا سال سے اسے مار ڈالنے کی خواہش پال رہا ہو۔ جوزف نے بقیہ آدھی بوتل بھی ختم کر دی۔

اب وہ کسی جاگتے ہوئے آدمی کی سی حالت میں آ گیا تھا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں اور چہرے کی سیاہی چمکنے لگی تھی۔

"ارے.... یہ آدمی....!" دفعتاً اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ہاں.... مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اسے ایک آدھ بار مسٹر عمران کے ساتھ دیکھا تھا۔!"

"لیکن میں نے تو تمہیں کبھی نہیں دیکھا....!" صفدر نے غصیلی آواز میں کہا۔

"یہ بھی ممکن ہے.... مسٹر کہ تمہاری نظر مجھ پر کبھی نہ پڑی ہو۔!"

"عمران کہاں ملے گا۔!" بھاری جبڑے والا غرایا۔

"میں کیا بتا سکتا ہوں مسٹر....!" جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"بہت دنوں کی بات ہے جب میں مسٹر عمران کے ساتھ تھا لیکن وہ میرے پینے پلانے کا بار سنبھالنے کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے خود ہی میرا پیچھا چھوڑ دیا۔ اس طرح میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ مجھے تو اس کا غلام رہنا ہی پڑتا ہے۔ جو مجھے زیر کر لے اور پھر ابھی تو

ڈاکٹر طارق والا مقدمہ بھی چل رہا ہے۔!"

اس پر جوزف نے ڈاکٹر طارق کی کہانی دہراتے ہوئے کہا۔"ماسٹر عمران نے مجھے بہت پیٹا تھا۔ وہ شائد پولیس کے لئے کام کرتے ہیں۔!"

بھاری جبڑے والا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔"رانا کون ہے۔!"

"باس ہے.... میرا....!" جوزف نے فخر سے سینہ تان کر کہا۔

"وہ کہاں ملے گا۔!"

"میں نہیں جانتا.... ان سے تو بس کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔!"

"عمران سے اس کا کیا تعلق ہے۔!"

"میں کیا بتا سکتا ہوں مسٹر.... میں کیا جانوں.... میں نے کبھی ان کے ساتھ مسٹر عمران کو نہیں دیکھا۔!"

"تم رانا کے پاس کیسے پہنچے تھے۔!"

"بس یونہی.... میں ایک دن سڑک پر جا رہا تھا کہ ایک کار میرے پاس رکی۔ اس پر سے رانا صاحب اترے اور کہنے لگے.... میں نے پچھلے سال شائد تمہیں نیٹال میں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ میں تو دس سال سے اس ملک میں ہوں۔ انہوں نے کہا ہو سکتا ہے ان کے ذہن میں اور کوئی ہو۔ پھر وہ مجھ سے میرے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگے۔ یہ دوسری بوتل بھی مسٹر.... خدا تمہیں ہمیشہ خوش رکھے اور عورت کے سائے سے بچائے۔ تم بہت نیک ہو۔!"

بھاری جبڑے والے کے اشارے پر دوسری بوتل بھی کھولی گئی اور جوزف چوتھائی پینے کے بعد بولا۔"ہاں تو تم کیا پوچھ رہے تھے۔ برادر....!"

"تم رانا کے پاس کیسے پہنچے تھے۔!"

"ہاں.... ہاں شائد میں یہی بتا رہا تھا کہ وہ مجھ سے میرے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔!"

"چلو کہتے رہو.... رکو مت....!" بھاری جبڑے والا بولا۔

"میں نے انہیں بتایا کہ مجھے نوکری کی تلاش ہے۔ انہوں نے پوچھا باڈی گارڈ کے فرائض انجام دے سکو گے۔ اوہ.... بڑی آسانی سے.... میں نے انہیں بتایا اور یہ بھی کہا کہ میرا نشانہ بڑا عمدہ ہے اور میں کبھی ہیوی ویٹ چیمپئن بھی رہ چکا ہوں۔ وہ بہت خوش ہوئے اور مجھے نوکر رکھ لیا۔ میں ان کے پسینے کی جگہ خون بھی بہا سکتا ہوں۔ لارڈ آدمی ہیں کبھی نہیں پوچھتے کہ میں دن بھر میں کتنی بوتلیں صاف کر دیتا ہوں۔"

بھاری جبڑے والا پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اس کے بیان پر تذبذب میں پڑ گیا ہو۔

دوسری طرف صفدر پر جوزف کے جوہر پہلی بار کھلے تھے۔ وہ اب تک اسے پرلے سرے کا ایڈیٹ ہی تصور کرتا رہا تھا۔ لیکن اس وقت تو عمران ہی کا یہ قول کرسی نشین ہوا تھا کہ جوزف ایک نادر الوجود شکاری کتا ہے۔ سادہ لوحی اور چیز ہے لیکن بے ضرر نظر آنے والے کتے بھی شکار کے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام لیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ شکاری ہوں۔ جوزف پر صحیح معنوں میں یہ مثال صادق آئی تھی۔

"دیکھو میں تمہاری ہڈیاں چور کر دوں گا۔ ورنہ مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔!"

"بس یہ بوتل ختم کر لینے دو.... اس کے بعد جو دل چاہے کرنا۔!" جوزف نے ہونٹ چاٹتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک دن کی مہلت اور....!" بھاری جبڑے والا ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "دی جاتی ہے تم عمران کا پتہ بتاؤ اور تم رانا تہور علی کا....!"

وہ رائفل والے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے سے نکل گیا اور پھر وہ دروازہ بھی غائب ہو گیا۔ دیوار برابر ہو گئی تھی۔

جوزف دوسری بوتل کی طرف ندیدوں کی طرح دیکھنے لگا۔ جس میں ابھی تین چوتھائی شراب باقی تھی۔ اس پر کاک بھی نہیں تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک کھڑا حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کے بل فرش پر نیم دراز ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بوتل دونوں پیروں میں دبائی اور پیر سر کی طرف اٹھنے لگے اور بوتل کا منہ اس کے ہونٹوں سے جا لگا۔

صفدر کھڑا پلکیں جھپکاتا رہا۔ "غٹ غٹ" کی صدائیں تہہ خانے کے سکوت میں گونج رہی تھیں۔ بوتل خالی ہوئے بغیر ہونٹوں سے نہ ہٹ سکی۔

دفعتاً کھٹاکے کی آواز آئی اور بھاری جبڑے والا پھر اندر داخل ہوا اس بار اس کے ہاتھ میں چمڑے کا چابک تھا۔ نہ جانے کیوں جوزف مسکرا پڑا۔ مگر وہ جوزف کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"سرسوکھے رام کو عمران کی تلاش کیوں ہے۔!" اس نے صفدر سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔!"

"تم جانتے ہو....!" وہ چابک زمین پر مارتا ہوا دہاڑا۔

"میرے ہاتھ کھول دو.... پھر اس طرح اکڑو تو یقیناً مرد کہلاؤ گے۔!"

اس بار چابک صفدر کے جسم پر پڑا اور وہ تلملا گیا۔

"بتاؤ....!"

صفدر اس کی طرف جھپٹا۔ لیکن اس نے اچھل کر پیچھے ہٹتے ہوئے پھر چابک گھمایا۔ اس طرح صفدر نے کئی چابک کھائے اور پھر یک بیک سست پڑ گیا۔ یہ حماقت ہی تو تھی کہ وہ اس طرح پٹ رہا تھا۔ ادھر جوزف کا یہ حال تھا کہ وہ کوشش کے باوجود بھی فرش سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔ پورے چھتیس گھنٹوں کے بعد اسے شراب ملی تھی اور اس نے یہ دو بوتلیں جس طرح ختم کی تھیں اس طرح کوئی دوسرا پانی بھی نہ پی سکتا۔

"بتاؤ سر سوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے۔!" بھاری جبڑے والا پھر گرجا۔

"میں نہیں جانتا....!"

"ڈھمپ اینڈ کو کا اصل بزنس کیا ہے۔!"

"فارورڈنگ اینڈ کلیرنگ....!"

"تم وہاں کام کرتے ہو....!"

"ہاں....!"

"پھر عمران کا اور تمہارا کیا ساتھ....!"

"مجھے شوق ہے سراغ رسانی کا۔!" صفدر بولا۔ "عمران کی وجہ سے میں بھی اپنا یہ شوق پورا کر سکتا ہوں کیونکہ وہ پولیس کے لئے کام کرتا ہے۔!"

"تمہارے دفتر کی اسٹینو ٹائپسٹ جولیا کا عمران سے کیا تعلق ہے۔!"

"یہ وہی دونوں بتا سکیں گے۔!" صفدر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

بھاری جبڑے والا کھڑا دانت پیستا رہا۔ پھر آنکھیں نکال کر آہستہ آہستہ بولا۔ "تم مجھے نہیں جانتے۔ میں تمہارے فرشتوں سے بھی اگلوالوں گا۔ خواہ اس کے لئے تمہارا بند بند بھی کیوں نہ الگ کرنا پڑے۔!"

وہ پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔ دیوار کی خلاء اس کے گذرتے ہی پر ہو گئی تھی۔ ایک تختہ سا بائیں جانب سے کھسک کر دوسری جانب کی دیوار سے جا ملتا تھا۔

◇

جیسے ہی جولیا کی نظر سر سوکھے پر پڑی وہ ستون کی اوٹ میں ہو گئی۔ یہاں پام کا بڑا گملا رکھا ہوا

تھا اور پام کے پتے اسے چھپانے کے لئے کافی تھے۔

وہ سر سوکھے سے بھاگنے لگی تھی کیونکہ وہ اسے بے حد بور کرتا تھا۔ وہ پرانی کہانی جس کے سلسلہ میں وہ عمران کا تعاون حاصل کرنا چاہتا تھا بار بار دہرائی جاتی اور پھر اس کے ساتھ سر سوکھے کی اداسی بھی تو تھی۔ اسے غم تھا کہ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ کوئی ایسا نہیں ہے جسے وہ اپنا کہہ سکے۔ جوانی ہی میں موٹاپا شروع ہو گیا تھا اور اسی بناء پر خود اس کی پسند کی لڑکیاں اسے منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ جولیا سے یہ ساری باتیں کہتا رہتا۔ ٹھنڈی سانسیں بھرتا اور کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگتے۔ جنہیں چھپانے کے لئے وہ طرح طرح کے منہ بناتا اور ہزاروں قہقہے جولیا کے سینے میں طوفان کی سی کیفیت اختیار کر لیتے پھر اسے کسی بہانے سے اس کے پاس سے اٹھ جانا پڑتا۔ وہ کسی باتھ روم میں گھس کر پیٹ دبا دبا کر ہنستی۔ اکثر سوچتی کہ اسے تو اس سے ہمدردی ہونی چاہئے۔ پھر آخر اسے اس پر تاؤ کیوں آتا ہے۔ وہ غور کرتی تو سر سوکھے کی زندگی اسے بڑی دردناک لگتی۔ لیکن زیادہ سوچنے پر اسے یا تو ہنسی آتی یا غصہ آتا۔ کبھی وہ سوچتی کہ کہیں سر سوکھے اس کام کے بہانے اس سے قریب ہونے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ اس خیال پر غصے کی لہر کچھ اور تیز ہو جاتی۔ مگر پھر کچھ دیر بعد ہی اس شام کا خیال آجاتا جب وہ اس کے دفتر میں بیٹھی سونے کی اسمگلنگ کی کہانی سن رہی تھی اور دوسرے کمرے میں میز الٹنے کی آواز نے انہیں چونکا دیا تھا اور پھر اس نے میز کی سطح پر پیروں کے نشانات محفوظ کئے تھے۔ وہ سوچتی رہتی اور اس نتیجے پر پہنچتی کہ وہ حقیقتاً پریشانیوں میں مبتلا ہے یہ اور بات ہے کہ ہر قسم کی پریشانیوں کا تذکرہ بیک وقت کر دینے کا عادی ہو۔!

وہ روزانہ شام کو عمران کی تلاش میں نکلتے تھے لیکن آج کے لئے جولیا نے ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے اس سے معافی مانگ لی تھی۔ لیکن وہ گھر میں نہ بیٹھ سکی۔ شام ہوتے ہی اس نے سوچا آج تنہا نکلنا چاہئے۔ مقصد عمران کی تلاش کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ وہ ٹپ ٹاپ کلب کے پورچ میں پہنچی ہی تھی کہ اچانک غیر متوقع طور پر سوکھے نظر آگیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی آج وہ بھی وہیں آمرے گا۔!

جیسے ہی وہ پورچ میں پہنچا جولیا گملے کی آڑ سے نکلی اور جھپٹ کر کلوک روم میں داخل ہو گئی۔ یہاں سے ایک راہداری براہِ راست ریکریئیشن ہال میں جاتی تھی۔ جہاں آج اسکیٹنگ کا پروگرام تھا۔

وہ بڑی بدحواسی کے عالم میں یہاں پہنچی۔

"اف خدا....!" وہ بڑبڑائی اور اس کا سر چکرا گیا۔ کیونکہ سر سوکھے دوسرے دروازے سے

ریکریئشن ہال میں داخل ہوا تھا ویسے اس کی توجہ جولیانا کی طرف نہیں تھی۔ جولیانا کو کلوک روم والی راہداری ایک گیلری میں لائی تھی۔ اس نے ذہنی انتشار کے دوران فیصلہ کیا کہ سر سوکھے سے تو کھوپڑی نہیں چٹوائے گی خواہ کچھ ہو جائے پھر....؟

وہ جھپٹ کر ایک میز پر جا بیٹھی جہاں ایک اداس آنکھوں والا نوجوان پہلے ہی موجود تھا۔

"معاف کیجئے گا....!" جولیا نے کہا۔ "ذرا سر چکرا گیا ہے۔ ابھی اٹھ جاؤں گی۔!"

"کوئی بات نہیں محترمہ....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

جولیا نے آنکھوں پر رومال رکھ کر سر جھکا لیا اور چڑھتی ہوئی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی....!" تھوڑی دیر بعد نوجوان نے پوچھا۔

"اوہ....جی ہاں....بس ٹھیک ہی ہے....اب....!"

"برانڈی منگواؤں....!"

"جی نہیں شکریہ....میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔!" وہ سر اٹھا کر بولی۔

"آج کل موسم بڑا خراب جا رہا ہے۔!" نوجوان بولا۔

"جی ہاں....جی ہاں....یہی بات ہے۔!"

یہ دبلے چہرے والا مگر وجیہہ نوجوان تھا۔ اس کی آنکھوں کی غم آلود نرماہٹ نے اسے کافی دلکش بنا دیا تھا۔ پیشانی کی بناوٹ بھی نرم دلی اور ایمانداری کا اعلان کر رہی تھی۔

"میں اس شہر میں نووارد ہوں۔!" جولیا نے کہا۔ "مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں اسکیٹنگ بھی ہوتی ہے مجھے بے حد شوق ہے اس کا....!"

"جی ہاں....!" اس نے تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "دلچسپ کھیل ہے۔!"

"آپ کو پسند ہے۔!"

"بہت زیادہ....!" نوجوان کا لہجہ بے حد غم انگیز تھا۔

ٹھیک اسی وقت سر سوکھے ان کے قریب پہنچا۔ جولیا کی نظر غیر ارادی طور پر اس کی طرف اٹھ گئی تھی اور وہ بطور اعتراف شناسائی سر کو خفیف سی جنبش دے کر آگے بڑھ گیا تھا۔ جولیا بھی بادلِ ناخواستہ مسکرائی تھی۔

بہر حال اس کے اس طرح آگے بڑھ جانے پر اس کی جان میں جان آئی تھی۔ وہ اس پر یہ بھی نہیں ظاہر کرنا چاہتی تھی کہ اس سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سر سوکھے آگے بڑھ کر

ایک میز پر جا بیٹھا تھا۔ جولیا سوچ رہی تھی کہ اگر وہ اس میز سے اٹھی اور سوکھے کو شبہ بھی ہو گیا کہ وہ تنہا ہے تو وہ تیر کی طرح اس کی طرف آئے گا۔

اتنے میں اسکیٹنگ کے لئے موسیقی شروع ہو گئی اور جولیا نے اس انداز میں نوجوان کی طرف دیکھا جیسے مطالبہ کر رہی ہو کہ مجھ سے درخواست کرو۔ مگر نوجوان خالی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔

جولیا نے سوچا بدھو ہے لہٰذا اس نے خود ہی کہا۔ ”اگر آپکو اسکیٹنگ سے دلچسپی ہے... تو آیئے۔!“

”میں....!“ نوجوان کے لہجے میں تحیر تھا۔ پھر اس کی آنکھوں کی اداسی اور گہری ہو گئی۔ اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ ”آپ میرا مذاق کیوں اڑا رہی ہیں محترمہ....!“

”میں نہیں سمجھی....!“ جولیا بوکھلا گئی۔

”کیا آپ یہ بے ساکھی نہیں دیکھ رہی ہیں۔!“ اس نے ایک کرسی سے ٹکی ہوئی بیساکھی کی طرف اشارہ کیا۔

جولیا کی نظر اگر پہلے اس پر پڑی بھی ہو گی تو اس نے دھیان نہ دیا ہو گا۔ بہر حال اب وہ کٹ کر رہ گئی۔

”اوہ.... معاف کیجئے گا....!“ اس نے لجاجت سے کہا۔ ”میں نے خیال نہیں کیا تھا میں بے حد شرمندہ ہوں جناب.... کیا آپ مجھے معاف نہیں کریں گے۔“

”کوئی بات نہیں....!“ وہ ہنس پڑا۔

اس کا بایاں پیر شائد کسی حادثے کی نذر ہو کر گھٹنے کے پاس سے کاٹ دیا گیا تھا اور اب لکڑی کا ایک ڈھانچہ پنڈلی کا کام دے رہا تھا۔

”یہ کیسے ہوا تھا....!“ جولیا نے پوچھا۔ وہ سچ مچ اس کے لئے غمگین ہو گئی تھی۔

”فوجیوں کی زندگی میں ایسے حادثات کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔!“ اس نے کہا اور بتایا کہ وہ ”پچھلی جنگ عظیم میں اطالویوں کے خلاف لڑا تھا اور مورچے پر ہی اس کی بائیں ٹانگ ایک حادثہ کا شکار ہو گئی تھی وہ سیکنڈ لیفٹیننٹ تھا۔“

بات لمبی ہوتی گئی اور وہ جنگ کے تجربات بیان کرتا رہا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جولیا نے محسوس کیا کہ اب اس میز سے اٹھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا۔ اس کے بعد بھی وہ تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی گفتگو کرتے رہے پھر پہلا دور ختم ہو گیا۔ نوجوان نے کافی منگوائی اور جولیا کو انکار کے باوجود بھی پینی ہی پڑی۔ ویسے بھی وہ اس مغموم نوجوان کی درخواست رد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

کچھ دیر بعد دوسرے دور کے لئے موسیقی شروع ہو گئی۔

دفعتاً کسی جانب سے ایک خوبصورت اور صحت مند نوجوان ان کی طرف آیا اور جولیا سے ساتھی بننے کی درخواست کی۔ جولیا اس کی آواز سن کر چونک پڑی۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو....!" وہ کہہ رہا تھا۔

"ضرور....ضرور....!" جولیا مسکراتی ہوئی اٹھ گئی تھی۔ ساتھ ہی اس نے لنگڑے نوجوان کی طرف دیکھ کر سر بھی ہلایا اور یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ کھسیا سا گیا ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس آدمی کی درخواست رد کر دیتی جس کے لئے خود اتنے دنوں سے بھٹکتی پھر رہی تھی۔ صورت سے تو وہ اسے ہرگز نہ پہچان سکتی کیونکہ وہ میک اپ میں تھا لیکن جب اپنی اصل آواز میں بولا تھا تو جولیا اسے کیوں نہ پہچان لیتی وہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ اس جگہ آئے جہاں اسکیٹس ملتے تھے۔ جلدی جلدی انہیں جوتوں سے باندھا اور چوبی فرش پر پھسل آئے۔ عمران اس کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔

"تم کہاں تھے درندے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"شکار پر!" عمران نے جواب دیا۔ پھر بولا۔ "تم اس شام ندی پر کیوں دوڑی آئی تھیں۔!"

"یہ اطلاع دینے کیلئے کہ تمہاری موت پر کرائے کے رونے والے بھی نہ مل سکیں گے گھاؤں!"

"لیکن میں تمہیں اس وقت یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ تمہارا پورا دفتر ان لوگوں کی نظروں میں آگیا ہے۔!"

"پھر کیا کرنا چاہئے۔!"

"پرواہ مت کرو.... لیکن فی الحال یہ بھول جاؤ کہ تمہارے ساتھ کبھی کوئی عمران بھی تھا۔ میں نے انہیں شبہے میں مبتلا کر دیا ہے۔ کبھی انہیں میری موت پر یقین سا آنے لگتا ہے اور کبھی وہ پھر میری تلاش شروع کر دیتے ہیں۔!"

"ایک آدمی اور بھی تمہاری تلاش میں ہے۔!" جولیا نے کہا اور سر سوکھے کا واقعہ بتایا۔

"فی الحال میں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔!"

"ایکس ٹو تو اس کے کیس میں دلچسپی لے رہا ہے اور میں بڑی شدت سے بور ہو رہی ہوں۔!"

"ہو سکتا ہے وہ اس لئے دلچسپی لے رہا ہو کہ تم میری تلاش جاری رکھو۔ خوب بہت اچھے یہ ایکسٹو یقیناً بھوت ہے وہ شائد مجرموں پر یہی ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ عمران کے ساتھیوں کو بھی اس کی موت پر یقین نہیں آیا۔ اچھا جولیا تم دن میں تین چار بار میرے فون نمبر پر رنگ کر کے سلیمان سے میرے متعلق پوچھتی رہو۔ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ میرا فون بھی ٹیپ کر رہے ہیں۔

سرسوکھے کے ساتھ مل کر میری تلاش بھی جاری رکھو۔!"

"اس کی رام کہانیاں مجھے بور کر کے مار ڈالیں گی۔!"

"اگر تم اتنی آسانی سے مر سکو تو کیا کہنے ہیں۔!" عمران نے کہا اور جولیا نے اسے لاکھوں سلواتیں[1] سنا ڈالیں۔

وہ کچھ دیر خاموشی سے اسکیٹنگ کرتے رہے پھر جولیا نے کہا۔

"سرسوکھے یہیں موجود ہے۔!"

"کہاں....!"

جولیا نے بتایا عمران کنکھیوں سے موٹے آدمی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ تو صحیح معنوں میں پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہے کیا تم اس کے ساتھ اسکیٹنگ نہیں کرو گی۔!"

جولیا نے اسے بتایا کہ کس طرح اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہ ایک لنگڑے آدمی کے پاس جا بیٹھی تھی۔

"بہت بُری بات ہے۔ موٹاپا اپنے بس کی بات نہیں۔!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ "تمہیں اس سے شادی کر لینی چاہئے۔!"

"میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گی۔!" جولیا جھلا گئی۔

"آج کل تو سب ہی مجھے مار ڈالنے کی تاک میں ہیں۔ ایک تم بھی سہی۔!"

جولیا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے اسکیٹنگ کرتی رہی۔ اس غیر متوقع ملاقات سے پہلے اس کے ذہن میں عمران کے متعلق ہزاروں باتیں تھیں جنہیں اس وقت قدرتی طور پر اس کی زبان پر آنا چاہئے تھا لیکن وہ محسوس کر رہی تھی کہ اب اس کے پاس جھنجھلاہٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں رہ گیا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ اس جھنجھلاہٹ کو بھی اظہار کے لئے الفاظ نہ ملتے۔

تو گویا یہ عمران اس کے لئے سوہان روح بن کر رہ گیا تھا۔ اس کی عدم موجودگی اس کے لئے بے چینی اور اضطراب کا باعث بنتی تھی لیکن جہاں شکل نظر آئی تاؤ آگیا۔ وہ تاؤ دلانے والی باتیں ہی کرتا تھا۔

جولیا کا ذہن بہک گیا تھا اور وہ کسی ننھی سی بچی کی طرح سوچ رہی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ وہ کون ہے اور کن ذہنی بلندیوں پر رہتی ہے۔

"غالباً.... تم میرے فیصلے پر نظر ثانی کر رہی ہو۔!" عمران نے کچھ دیر بعد مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب....!"

"یہی کہ تمہیں سرسوکھے سے شادی کر ہی لینی چاہئے۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہو سکتا

---

[1] میں، سلواتیں ہی لکھتا ہوں! اگر کسی کتاب میں 'ص' سے نظر آئے تو اسے کاتب کی قابلیت پر محمول کیجئے۔

ہے اس کے بعد ہی وہ صحیح معنوں میں سر سوکھے کہلانے کا مستحق ہو سکے۔!"

جولیا نے جھٹکا دے کر اپنے ہاتھ اس سے چھڑا لئے اور تھوڑا سا کترا کر تنہا پھسلتی چلی گئی۔

گیارہ بجے وہ گھر پہنچی۔ سر سوکھے سے اس کی گفتگو نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہ ٹپ ٹاپ کلب میں زیادہ دیر تک نہیں بیٹھا تھا۔ جولیا تنہا اسکیٹنگ کرتی رہی تھی۔ لیکن جب اس نے تقریباً دس منٹ بعد دوبارہ عمران کی تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ وہ بھی ہال میں موجود نہیں ہے۔ پھر اب وہ وہاں ٹھہر کر کیا کرتی۔

گھر پہنچی تو قفل کھولتے وقت کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ محسوس ہوئی اور قفل کے آنکڑے سے ایک رول کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا پھنسا ہوا ملا۔

جولیا نے اسے کھینچ کر ٹارچ کی روشنی میں دیکھا۔

اس پر پنسل کی تحریر نظر آئی۔

"جولیا.... جب بھی واپس آؤ.... فوراً مجھے رنگ کرو۔!

صفدر....!"

"کیا مصیبت ہے۔!" وہ تھکے تھکے سے انداز میں بڑبڑائی تھی۔

دروازہ کھول کر وہ خواب گاہ میں آئی یہیں فون تھا۔ اس پر صفدر کے نمبر رنگ کئے۔

"ہیلو.... کون.... جولیا....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اوہ بس.... میں تو صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم کب گھر پہنچی ہو۔!"

"کیوں....؟"

"چند بہت ہی اہم باتیں ہیں۔ میں وہیں آرہا ہوں پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگیں گے۔!"

جولیا نے بُرا سا منہ بنا کر سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ اب صرف سونا چاہتی تھی۔ لیکن صفدر اتنی رات گئے اس سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔

وہ اسکا انتظار کرنے لگی۔ پھر صفدر وعدہ کے مطابق پندرہ منٹ کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ گیا تھا۔

"کیوں.... اتنی رات گئے۔!" جولیا نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"صرف ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ سر سوکھے رام کون ہے اور عمران کو کیوں تلاش کر رہا ہے۔!"

"کیوں معلوم کرنا چاہتے ہو۔!" یہ سوال غیر ارادی طور پر ہوا تھا۔

"کیونکہ کچھ لوگ مجھ سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

صفدر نے اپنی کہانی چھیڑ دی۔

"مگر پھر تم یہاں کیسے نظر آرہے ہو۔!" جولیا نے اس کے خاموش ہو جانے پر پوچھا۔

"یہ جوزف جیسے گدھے کا کارنامہ ہے۔ واقعی عمران کا انتخاب بھی لاجواب ہوتا ہے۔!"

"مگر میں نے سنا ہے وہ اب عمران کے ساتھ نہیں رہتا۔!"

"اسی پر تو حیرت ہے۔!" صفدر نے کہا۔" حالانکہ اسے ذرہ برابر بھی حیرت نہیں تھی کیونکہ وہ جوزف کی جائے قیام سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن ایکس ٹو کی ہدایت کے مطابق اسے پراسرار رانا پیلس کو راز ہی رکھنا تھا۔"

"خیر تو پھر تم لوگ رہا کیسے ہوئے۔!" جولیا نے پوچھا۔

"جوزف نے ایک خالی بوتل پیروں میں دبا کر دیوار پر کھینچ ماری تھی اور پھر اس کا ایک ٹکڑا دانتوں میں دبائے ہوئے میرے پاس واپس آیا تھا ہم دونوں ہی کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اسی شیشے کے ٹکڑے سے میرے ہاتھوں کی ڈوری کاٹنی شروع کر دی۔ وہ شیشے کا ٹکڑا منہ میں دبائے کسی نہ تھکنے والے جانور کی طرح اپنے کام میں مشغول رہا۔ آخر کار اسے کامیابی ہی ہوئی۔ رسی کٹتے ہی میرے ہاتھ آزاد ہوگئے۔ پھر میں نے جوزف کے ہاتھ بھی کھول دیئے لیکن اس خدشے کی بناء پر کچھ دیر پریشان بھی ہونا پڑا کہ کہیں کوئی آنہ جائے۔ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا بھی ہمیں کھل رہا تھا۔ اس لئے تہہ خانے سے باہر نکلنے کے سلسلے میں ہم نے اپنی جدوجہد تیز کر دی۔ ہمیں وہاں کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے دیوار میں دروازہ نما خلاء پیدا کی جاسکتی۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ صفدر نے ایک سگریٹ سلگایا اور دو تین ہلکے ہلکے کش لئے۔ لیکن نہ جانے کیوں وہ سوالیہ انداز میں جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے کہ عمران تم سے نہ ملا ہو۔!"

"ابھی تمہاری پچھلی بات پوری نہیں ہوئی۔!" جولیا ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

"پھر کوئی بات ہی نہیں رہ گئی تھی۔ ہم جلد ہی اس دروازے کے میکنزم کا پتہ لگانے میں کامیاب ہوگئے۔ تہہ خانے کے اوپر.... عمارت سنسان پڑی تھی۔ کسی جگہ بھی روشنی نہ دکھائی دی۔ وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ ایک کھڑکی سے میں نے کمپاؤنڈ میں جھانکا۔ باہر ایک آدمی موجود تھا اور برآمدے کا بلب روشن تھا۔ اس آدمی نے چوکیدار کی سی وردی پہن رکھی تھی۔ جوزف کسی بلی کی طرح برآمدے میں رینگ گیا۔ کمال کا پھرتیلا آدمی ہے۔ بالکل کسی تیندوے کی طرح اور

تیزی سے جھپٹنے والا۔ چوکیدار کے حلق سے ہلکی سی آواز بھی نہیں نکل سکی تھی۔ پھر جلد ہی وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔ اس طرح ہم وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔!"

"پھر کیا کیا تم نے....؟"

"کچھ بھی نہیں.... میں اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔!"

جولیا نے کچھ کہے بغیر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کیئے۔

اور دوسری طرف سے آواز آئی۔ "دانش منزل پلیز....!"

عمران نے حال ہی میں ایکس ٹو کے پرائیویٹ فون سے ایک ٹیپ ریکارڈ اٹیچ کر دیا تھا اور اس کا سسٹم کچھ اس قسم کا تھا کہ رنگ کرنے والے کو ادھر سے ریسیور اٹھے بغیر ہی جواب مل جاتا تھا۔ اس میں مختلف قسم کے احکامات تھے۔ آج کل کے ٹیپ پر "دانش منزل پلیز" ہی چل رہا تھا۔ کیونکہ عمران فلیٹ میں ہوتا ہی نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے کسی زمانے میں اس کی پناہ گاہ دانش منزل ہی ہو سکتی تھی جب کچھ نامعلوم لوگ اسے مار ڈالنے کے درپے ہوں۔

جولیا نے سلسلہ منقطع کر کے دانش منزل کے لئے ٹرانس میٹر نکالا اور بولی۔

"ہیلو... ہیلو... ایکس ٹو پلیز.... ایکس ٹو ہلو ہلو.... ہلو.... ہلو.... ایکس ٹو.... ایکس ٹو۔!"

"ہیلو....!" آواز آئی اور یہ ایکس ٹو ہی کی آواز تھی۔

"یہاں صفدر موجود ہے۔!"

"تو پھر....!"

"وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ کیا فون استعمال کیا جائے۔!"

"میں جانتا ہوں وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس سے کہو کہ دو دن کی تھکن بڑی اچھی نیند لاتی ہے۔!"

"بہتر ہے۔!"

"غالباً تم سوچ رہی ہو گی کہ اس عمارت پر چھاپہ کیوں نہ مارا جائے۔!"

"جی ہاں قدرتی بات ہے۔!"

"لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے سرغنہ کی تلاش ہے۔ وہ اس عمارت میں نہیں تھا اور اب تو وہاں تمہیں ایک پرندہ بھی نہیں ملے گا۔!"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔!"

"وقت آنے پر مطلع کیا جائے گا اور کچھ....!"

"جی نہیں....!"

"اوور.... اینڈ آل....!"

جولیا نے سوئچ آف کر دیا اور صفدر کی طرف مڑی جو بہت زیادہ متحیر نظر آ رہا تھا۔

"یہ سب کچھ جانتا تھا۔!" صفدر نے آہستہ سے کہہ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں اور ختم ہوتے ہوئے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگانے لگا۔ پھر دو تین گہرے کش لے کر بولا۔ "وہ جانتا تھا مگر اس نے مطلق پرواہ نہ کی کہ مجھ پر کیا گذرے گی۔!"

"مگر تمہیں تو عمران نے اس آدمی کا تعاقب کرنے کے لئے کہا تھا۔!"

"عمران.... نتائج کا ذمہ دار تو نہیں ہے۔!" صفدر نے کہا۔ "ایکس ٹو کو علم تھا آخر اس نے ہماری مدد کیوں نہیں کی۔!"

"صفدر صاحب آپ کو تعاقب کے لئے کہا گیا تھا اس سے دور رہ کر اسکی نظروں سے بچ کر عمران نے یہ تو نہ کہا ہو گا کہ اس کے ساتھ بلیئرڈ کھیلنا شروع کر دیں۔"

"ہاں مجھ سے ہی غلطی ہوئی تھی۔!"

"ہو سکتا ہے اسی غلطی کی پاداش میں یہ تمہاری سزا رہی ہو کہ ایکس ٹو نے حالات سے واقف ہونے کے باوجود بھی تمہاری کوئی مدد نہ کی۔!"

صفدر کچھ نہ بولا۔ اس کی بھنویں سمٹ گئی تھیں اور پیشانی پر کئی سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

کچھ دیر بعد جولیا نے جوزف کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"وہ عمران ہی کی طرح عجیب ہے۔ بظاہر ڈیوٹ.... لیکن بہر حال اُس نے مجھے کسی طرح بھی یہ نہیں بتایا کہ وہاں کیسے پہنچا تھا۔!"

"مگر اب وہ رہتا کہاں ہے۔!"

"خدا جانے....!"

"عمران کے فلیٹ میں تو بہت دنوں سے نہیں دیکھا گیا۔!"

"ہوں.... یہ بتاؤ.... سرسوکھے کا کیا قصہ ہے۔ یہ کون ہے وہ عمران کو کیوں تلاش کر رہا ہے۔ وہ لوگ یہ بھی جاننا چاہتے تھے کہ سرسوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے اور اس نے ہمارے دفتر سے کیوں رابطہ قائم کیا ہے۔!"

"سرسوکھے یہاں کا ایک دولت مند آدمی ہے۔ وہ اس لئے ہماری فرم سے رجوع ہوا ہے کہ اس کی فرم کے لئے فارورڈنگ اور کلیرنگ کریں۔ لیکن میں یہ نہیں جانتی کہ اسے عمران کی تلاش کیوں ہے۔ یہ تو بہت بُرا ہوا کہ آفس بھی ان کی نظروں میں آ گیا ہے۔!"

"میرا تو خیال ہے کہ وہ ہمارے چیف ایکس ٹو کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ ضرور جانتے ہیں۔!"

"اور عمران کے قول کے مطابق یہ لوگ وہی ہیں جن سے آتش دان کے بت والے کیس

میں مڈ بھیڑ ہوئی تھی وہ قصہ وہیں ختم نہیں ہو گیا تھا۔!" جولیا نے کہااور کسی سوچ میں پڑ گئی۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جولیا نے ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو....!"

"میں ہوں....!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "سر سوکھے کا کیس ایک بار پھر دہراؤ تفصیل سے۔!"

جولیا نے شروع سے اب تک کے واقعات دہرانے شروع کر دیئے۔ لیکن پھر یک بیک اسے خیال آیا کہ اس نے اصلیت صفدر کو نہیں بتائی اور وہ اب بھی یہیں موجود ہے۔ لٰہذا اس نے سونے کی اسمگلنگ کی طرف آنے سے پہلے کہا۔ "صفدر یہیں موجود ہے۔!"

"پرواہ نہیں....!" ایکس ٹو کی آواز آئی۔ "صفدر سے اس سلسلے میں کچھ بھی نہ چھپاؤ.... وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں بہت زیادہ اعتماد کرتا ہوں۔!"

پھر جیسے ہی جولیا نے سونے کی اسمگلنگ کی کہانی چھیڑی صفدر اُسے گھورنے لگا۔

آخیر میں جولیا نے پوچھا۔ "کیا آپ کو علم ہے کہ جن لوگوں نے صفدر کو پکڑا تھاوہ سر سوکھے میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں۔!"

"نہیں میں نہیں جانتا....!"

"انہوں نے صفدر سے یہ معلوم کرنے کے لئے سختی برتی تھی....!"

"کیا معلوم کرنے کے لئے۔ جملے ادھورے نہ چھوڑا کرو۔!" ایکس ٹو غرایا۔

"معافی چاہتی ہوں جناب.... وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ سر سوکھے عمران کی تلاش میں کیوں ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے انہوں نے صفدر پر چابک برسائے۔ "ڈھمپ اینڈ کو اور عمران کا تعلق بھی ان کے لئے الجھن کا باعث بنا ہوا ہے۔"

"اوہ.... اچھا تو.... اب سر سوکھے کو عمران سے ملادو....!" ایکس ٹو نے کہا۔

"مگر میں اسے کہاں ڈھونڈوں....!"

"کل صبح سر سوکھے کو گرینڈ ہوٹل میں مدعو کرو.... عمران پہنچ جائے گا۔!"

"بہت بہتر جناب....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔

دوسری صبح تقریباً نو بجے جولیا گرینڈ ہوٹل میں سر سوکھے کا انتظار کر رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ اب سر سوکھے سے نجات مل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اب تک وہ عمران ہی کے سلسلے میں اس

کے ساتھ رہی تھی۔ لیکن اب عمران خود ہی اس سے ملنے والا ہے۔

پھر کیا؟ اب بھی اس کی گلو خلاصی نہ ہوگی؟ جولیا کے پاس اس وقت بھی اس سوال کا کوئی واضح جواب نہیں تھا۔

ٹھیک نو بج کر دس منٹ پر سر سوکھے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا اور آنکھیں غمگین تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے کسی عزیز کے کریا کرم سے واپس آیا ہو۔

جولیا نے خوش اخلاقی سے اس کا استقبال کیا۔

"عمران صاحب کہاں ہیں۔!" اس نے بھرائی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"بس آجائیں گے تھوڑی دیر میں.....!"

اس نے غور سے جولیا کی طرف دیکھا ایک ٹھنڈی سانس لی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ ایسا کرتے وقت وہ بے حد مضحکہ خیز لگا تھا۔ جولیا نے نہ جانے کیسے اپنی ہنسی ضبط کی تھی۔

"پچھلی شام آپ مجھ سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں ملی تھیں۔!" دفعتاً اس نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا۔

"میرے چند دوست.....!"

"ٹھیک ہے.....!" وہ جلدی سے بولا۔ "دیکھئے مجھے غلط نہ سمجھئے گا۔ آخر مجھے کیا حق حاصل ہے کہ آپ سے ایسی گفتگو کروں۔ میرے خدا۔!"

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپالیا.... اور جولیا کا دل چاہا کہ ایک کرسی اٹھا کر اسی پر توڑ دے۔ گدھا کہیں کا.... آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔

"وہ دیکھئے...!" سر سوکھے نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "میں کیا بتاؤں بعض اوقات مجھ سے بچکانہ حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ بھلا بتایئے یہ بھی کوئی کہنے کی بات تھی۔ مگر زبان سے نکل ہی گئی۔ اسے یوں سمجھئے۔ دیکھئے۔ بالکل بچوں کی طرح:.... اوہ ٹھہریئے.... مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ دیکھئے شائد آپ اسی سے میرے احساسات کا اندازہ کر سکیں۔ میری ایک بھابی تھیں میں انہیں بہت پسند کرتا تھا.... اور وہ بھی مجھے بے حد چاہتی تھیں۔ ایک دن ان کا ایک کزن آگیا جو میرا ہی ہم سن تھا۔ کچھ دنوں بعد میں نے محسوس کیا کہ اب وہ مجھ پر اتنی مہربان نہیں رہیں جتنی پہلے تھیں۔ بس رو پڑا۔ الگ جا کر.... کوٹھری میں کھڑا رو رہا تھا کہ بھابی آگئیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ وہ رونے کی وجہ پوچھتی رہیں لیکن میں کیا بتاتا۔ بہر حال مجھے جھوٹ بولنا پڑا۔ میں نے انہیں بتایا کہ میرے پیر میں موچ آگئی ہے۔ مجھ سے اٹھا نہیں جاتا۔ انہوں نے مجھے اٹھایا۔ باہر لائیں۔ میرے پیر میں مالش کی.... لیکن میں روتا ہی رہا۔ اب دیکھئے.... میں ان سے کیسے کہتا۔ کیسے کہتا

کہ وہ اپنے کزن کو مجھ سے زیادہ کیوں چاہتی ہیں۔ اسی طرح کل میں کتنا دکھی تھا۔ بالکل اسی طرح۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دوں۔ یعنی آپ نے میری طرف آنا بھی گوارہ نہیں کیا.... اوہ....!"

وہ یک بیک چونک کر خاموش ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے ندامت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ پھر وہ دوبارہ چونک کر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مس جولیانا.... میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ ایک بالکل گدھا اور بے عقل آدمی سمجھ کر معاف کر دیجئے۔ میں آخر یہ ساری بکواس کیوں کر رہا ہوں.... بوائے۔!"

اس نے بڑے غیر مہذب انداز میں بیرے کو پکارا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی کہی ہوئی باتیں جولیا کے ذہن سے نکال پھینکنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"کافی.... اور ایک بڑا پگ وہسکی....!" اس نے بیرے سے کہا اور جولیا کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ جولیا بولی۔

"پچھلی رات میں نے صرف عمران کے ساتھ اسکیٹنگ کی تھی۔!"

"نہیں تو.... میں وہاں موجود تھا.... میں نے دیکھا تھا پہلے آپ کے ساتھ کوئی اور تھا۔!"

"پہلا اور آخری آدمی....!" جولیا مسکرائی۔

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ عمران ہی تھا....!"

"نہیں.... مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ نہیں وہ نہیں ہو سکتے۔ تم مذاق کر رہی ہو۔!"

"یقین کیجئے.... وہ میک اپ میں تھا۔ آج کل وہ کسی چکر میں ہے اور کچھ لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں اس لئے وہ زیادہ تر خود کو چھپائے رکھتا ہے۔!"

"اوہ.... بھئی کمال کا آدمی ہے۔!" سر سوکھے نے بچوں کے سے متحیرانہ لہجے میں کہا۔ "کیا شاندار میک اپ تھا گھنٹوں دیکھتے رہنے کے بعد بھی نہ پہچانا جا سکے۔!"

"میں نے بھی اسے صرف آواز سے پہچانا تھا۔!"

"اوہ....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ جس میں دبی ہوئی سی خوشی بھی شامل تھی۔ "تب تو مجھے یقین ہے.... بالکل یقین ہے کہ میری مشکلات رفع ہو جائیں گی۔!"

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی تیر کی طرح ان کی طرف آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

جولیا سٹپٹا گئی۔ کیونکہ یہ عمران نہیں ہو سکتا تھا اور اگر تھا بھی تو پچھلی رات والے میک اپ میں نہیں تھا۔

"فرمائیے جناب....!" سر سوکھے غصیلے لہجے میں بولا۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!" آنے والے نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"کیا مطلب....!"

"درد یعنی کہ پین.... پتہ نہیں فرانسیسی اور جرمن میں اسے کیا کہتے ہیں۔!"

"میں پوچھتا ہوں کہ تم اس میز پر کیوں آئے ہو۔!" سر سوکھے میز پر ہاتھ مار کر غرایا۔

"انہیں دیکھ کر....!" اجنبی نے جولیا کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا مطلب....!"

"دیکھنے کا مطلب کیسے سمجھاؤں....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!"

"اگر کچھ دیر تک آپ اسی قسم کی گفتگو کرتے رہے تو یقیناً خراب ہو جائے گا۔ بھلا کوئی تک ہے آخر آپ درد کا مطلب نہیں سمجھتے۔ دیکھنے کا مطلب نہیں سمجھتے۔ پھر کیا میں درد کو شکر قند اور دیکھنے کو فلفلانا کہوں۔ واہ بھلا آپ مجھے غصے سے کیوں فلفلا رہے ہیں۔ میرے پیٹ میں تو شکر قند ہو رہا ہے۔!"

"تمہاری ایسی کی تیسی....!" سر سوکھے کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا اور لگا آستین سمیٹنے۔!

"ارے.... تم نے میری مٹی پلید کر دی جولیا۔!" اجنبی نے جولیا سے کہا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ تم کسی سر سوکھے کے ساتھ ملواؤ گی۔ یہ تو سر ہاتھی نہیں بلکہ سر پہاڑ ہیں۔ پہلوان بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایک آدھ ہاتھ رکھ ہی دیا تو میں کہاں ہوں گا۔ خدا تمہیں غارت کرے۔!"

جولیا پیٹ دبائے ہوئے بے تحاشہ ہنس رہی تھی۔

"ارے سر سوکھے.... یہ عمران ہے۔!" اس نے بدقت کہا۔

"کیا.... اف فوہ.... ہاہا.... ہاہا.... ہاہا....!" سر سوکھے نے بھی منہ پھاڑ دیا۔

پھر وہ بیٹھ گیا۔ لیکن عمران اب بھی ایسی ہی پوزیشن میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اب اٹھ کر بھاگا۔

"مائی ڈیئر مسٹر عمران آپ واقعی کمال کے آدمی ہیں۔!" سر سوکھے نے ہانپتے ہوئے کہا۔

وہ اسی طرح ہانپ رہا تھا جیسے دور سے چل کر آیا ہو۔

عمران چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے حماقت کا اظہار صرف آنکھوں ہی سے ہو سکتا تھا۔ لیکن اس وقت تو آنکھیں سر سوکھے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"اسمگلنگ کی کہانی میں سن چکا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"مس جولیا نے آپ کو سب کچھ بتایا ہو گا۔!"

"جی ہاں سب کچھ.... آپ کو اپنے آدمیوں میں سے کس پر شبہ ہے۔!"

"دیکھئے.... مجھے تو جس اسٹاف پر شبہ تھا اسے پہلے ہی الگ کر دیا تھا۔ فارورڈنگ اور کلیرنگ کا سیکشن ہی توڑ دیا۔ لیکن میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ اسٹاف بے داغ ہے بھلا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ آپ خود سوچئے۔!"

"ٹھیک ہے ایسے حالات میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر آپ میرے لئے کیا کریں گے۔!"

"پکوڑے تلوں گا۔!" عمران نے سنجیدگی سے کہا اور سر سوکھے بے ساختہ ہنس پڑا۔

"خیر.... خیر....!" اس نے کہا۔ "میں اب یہ معاملہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ جس طرح آپ کا دل چاہے اسے ہینڈل کیجئے۔!"

"آپ کو میرے ساتھ تھوڑی سی دوڑ دھوپ بھی کرنی پڑے گی۔!"

"اس کی فکر نہ کیجئے.... میں موٹا اور بے ہنگم ہی سہی۔ لیکن چلنے کے معاملے میں کسی سے کم بھی نہیں ہوں۔ مطلب یہ کہ اگر پیدل بھی چلنا پڑے۔ جی ہاں۔!"

"سواری کا تو کچومر نکل جائے گا۔ پیدل ہی ٹھیک ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں بُرا نہیں مانتا۔!" سر سوکھے نے کھسیانی ہنسی کے ساتھ کہا۔

پتہ نہیں کیوں یک بیک جولیا کو عمران پر تاؤ آنے لگا اور سر سوکھے کیلئے ہمدردی محسوس ہونے لگی۔ اس نے کہا۔ "اچھا تو سر سوکھے.... اب ہم اس معاملہ کو دیکھ لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ بہت مشغول ہوں۔!"

"اوہ.... بے حد.... بے حد.... اچھا اب اجازت دیجئے۔!" سر سوکھے اٹھتا ہوا بولا۔ عمران اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"تم اس کا مضحکہ کیوں اڑا رہے تھے۔!" جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"پھر کیا کروں....؟ اتنے موٹے آدمی کو سر پر بٹھا لوں۔!" عمران بھی جھلا کر بولا۔

"مجھے اس سے ہمدردی ہے۔ اتنے بڑے ڈیل ڈول میں ایک ننھا سا بچہ بیچارا....!"

"خدا تمہیں بھی بیچاری بننے کی توفیق عطا فرمائے.... اور آئندہ مجھے کوئی اتنا موٹا بیچارہ نہ دکھائے تو بہتر ہے۔ ورنہ میں تو کہیں کا نہ رہوں گا۔ تم ایسے ہی اوٹ پٹانگ آدمیوں سے ملاقی رہتی ہو اچھا ٹاٹا....!"

پھر جولیا اسے روکتی ہی رہ گئی۔ لیکن وہ چھلاوے ہی کی طرح آیا تھا اور اسی طرح یہ جاوہ جا نظروں سے غائب....!

دوسری شام جولیا آفس سے گھر آکر لیٹ ہی گئی۔ بوریت.... وہ سوچ رہی تھی کہ اس ذہنی اضمحلال سے کیسے چھٹکارا ملے۔ آج وہ دن بھر اداس رہی تھی۔ اسکا کسی کام میں بھی دل نہیں لگا تھا۔ عمران؟ ان ذہنی الجھنوں کی جڑ عمران ہی تھا۔ اسی کے متعلق کسی ذہنی کشمکش میں پڑ کر وہ اپنی ساری زندہ دلی اور مسرور رہنے کی صلاحیت کھو بیٹھتی تھی۔

یہ عمران اس کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں وہ اس کے لئے بے چین رہتی تھی لیکن جہاں سامنا ہوتا اور وہ اپنے مخصوص لہجے میں گفتگو شروع کرتا تو اس کا یہی جی چاہتا کہ اس وقت جو چیز بھی ہاتھ میں ہو کھینچ مارے۔ ایسا ہی تاؤ اس کی خاموشی پر بھی آتا تھا کیونکہ خاموشی حماقت انگیز ہوتی تھی۔

جولیا نے کراہ کر کروٹ بدلی.... اور آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ فون چیخ پڑا۔ وہ اٹھی اور ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف تنویر تھا۔

"اوہو.... تو گھر ہی پر ہو۔!" اس نے کہا۔ "کیا آج سر سوکھے واقعی سوکھتا ہی رہے گا۔!"

"کیا مطلب....!" جولیا غرائی۔

"سنا ہے آج کل وہ تمہیں بڑی بڑی موٹی رنگینیاں عطا کر رہا ہے۔!"

"خاموش رہو بدتمیز....!" جولیا بپھر گئی۔

"ارے بس.... تھوکو غصہ.... میں نے محض عمران کے جملے دہرائے ہیں۔ ابھی ابھی اس نے فون پر کہا تھا تم تو خیر پہلے ہی ہاتھ دھو چکے تھے اب میں نے بھی دھو لئے ہیں اور اس وقت انہیں تولئے سے خشک کر رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا بکتے ہو کہنے لگا سوکھ رہا ہوں۔ میں جھنجھلا کر سلسلہ منقطع کرنے ہی والا تھا کہ بولا۔ جولیا آج کل ہمالیائی عشق کا شکار ہو گئی ہے۔ سر سوکھے اسے عشق کے موٹے موٹے نغمے سناتا ہے اور ایک موٹی سی مسکراہٹ جولیا کے ہونٹوں پر رقص کرنے لگتی اور اسے چاند ستارے دریا کے کنارے حتیٰ کہ ساون کے نظارے بھی موٹے نظر آنے لگتے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!" جولیا حلق پھاڑ کر چیخی اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ کانپ رہی تھی۔ اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے رگوں میں خون کی بجائے چنگاریاں دوڑ رہی ہوں۔

"سور کمینہ.... وحشی.... درندہ....!" وہ دانت پیس کر بولی اور منہ کے بل تکئے پر گر گئی۔

تھوڑی دیر تک بے حس و حرکت پڑی رہی پھر اٹھی اور سر سوکھے کے نمبر ڈائیل کئے۔ وہ بھی

اتفاق سے مل ہی گیا فون پر۔

"کون ہے۔!"

"فنٹر واٹر....!"

"اوہ کہیئے کہیئے۔!"

"آپ سے نہیں ملتی تو دل گھبراتا رہتا ہے۔!" جولیا ٹھنک کر بولی اور پھر بُرا سا منہ بنایا۔

"اوہو.... تو میں آجاؤں.... یا آپ آرہی ہیں۔!"

"کسی اچھی جگہ ملئے۔!"

"اچھا.... جاگیر دار کلب کیسا رہے گا۔!"

"اوہ.... بہت شاندار.... پھر آپ کہاں ملیں گے۔!"

"میں آپ کے گھر ہی پر آرہا ہوں۔!" سر سوکھے کا لہجہ بے حد پر مسرت تھا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی بچے سے مٹھائی کا وعدہ کیا گیا ہو۔

سلسلہ منقطع کر کے جولیا لباس کا انتخاب کرنے لگی۔ یہ عمران آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔ وہ سوچ رہی تھی بیہودہ کہیں کا۔ دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا تو آتا ہی نہیں۔ جانور.... خیر دیکھوں گی تم بھی کیا یاد کرو گے۔ اب سر سوکھے ہی سہی۔

سر سوکھے آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ گیا۔ جولیا بے حد دلکش نظر آرہی تھی۔ اس نے بڑی احتیاط اور توجہ سے میک اپ کیا تھا اور لباس کا تو تذکرہ ہی فضول ہے کیونکہ گھٹیا سے گھٹیا لباس بھی اس کے جسم پر آنے کے بعد شاندار ہو جاتا تھا وہ ایسی ہی جامہ زیب تھی۔

جاگیر دار کلب پہنچنے میں دیر تو نہ لگتی لیکن واقعہ ہی ایسا پیش آیا۔ جو دیر کا سبب تو بن گیا تھا لیکن جولیا کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔

جاگیر دار کلب پہنچنے کے لئے ایک ایسی سڑک سے گذرنا پڑتا تھا جو زیادہ کشادہ نہیں تھی اور عموماً سر شام ہی اپنی رونق کھو بیٹھتی تھی۔ وہ اس سڑک ہی پر تھے کہ جولیا نے محسوس کیا جیسے ان کا تعاقب کیا جا رہا ہو۔ دیر سے ایک کار پیچھے لگی ہوئی تھی۔

"شاید آگے جانا چاہتا ہے۔ ایک طرف ہو جایئے۔!" جولیا نے کہا۔

سر سوکھے نے بھی پلٹ کر دیکھا۔ پچھلی کار اب زیادہ فاصلے پر نہیں تھی۔ اس کے اندر بھی روشنی تھی اور ایک بڑا شاندار آدمی اسٹیرنگ کر رہا تھا۔ جولیا کو تو وہ شاندار ہی لگا تھا۔

سر سوکھے کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی اور پھر جولیا نے محسوس کیا جیسے اس نے اپنے ہونٹ سختی سے بند کر لئے ہوں۔ اس نے اپنی گاڑی بائیں کنارے کر لی اور پچھلی کار فراٹے بھرتی

ہوئی آگے نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد جولیا نے چونک کر کہا۔ "ارے.... جاگیردار کلب تو شاید پیچھے ہی رہ گیا۔!"

"جی ہاں.... بس ابھی واپس ہوتے ہیں۔ یہ کام تو اچانک نکل آیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس آدمی کو بار بار دیکھا ہو۔ یہ جو اگلی کار میں ہے۔!"

"جی نہیں.... میں نے تو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔!" جولیا بولی۔

"تعجب ہے آپ فارورڈنگ کلیرنگ کا کام کرتی ہیں لیکن اسے نہیں جانتیں۔ میرا خیال تھا کہ یہ بھی آپ کے کاروباری حریفوں میں سے ہوگا۔ اس کا بھی فارورڈنگ کلیرنگ کا بزنس ہے شائد۔!"

"پتہ نہیں.... میں نہیں جانتی۔!"

"کسی زمانے میں میرے یہاں اسسٹنٹ منیجر تھا۔!" سرسوکھے نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "لیکن بے ایمان آدمی ہے۔ اس لئے میں نے اسے الگ کر دیا تھا۔!"

"تو کیا آپ اس کا تعاقب کر رہے ہیں....!"

"یقیناً کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ میری فرم کے موجودہ جنرل منیجر سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہے۔ مقصد کیا ہے میں نہیں جانتا۔!"

"گٹھ جوڑ کا شبہ کیسے ہوا آپ کو....!"

"جب یہ میرے یہاں تھا تو دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔!"

"تو آپ کس بات کا شبہ کر رہے ہیں۔!"

"وہ ایک پرانا اسمگلر ہے.... یہی معلوم ہو جانے پر میں نے اسے اپنی فرم سے الگ کیا تھا۔!"

"تب تو پھر اتنے گھماؤ پھراؤ کی بات ہی نہیں تھی۔ آپ نے پہلے ہی اس کا نام بتایا ہوتا۔ ہم اسے چیک کر لیتے۔!"

"نام تو درجنوں بتائے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ اس وقت میرا تعاقب کیوں کر رہا تھا۔ مجھے تو یہ دیکھنا ہے۔!"

"تو اب آپ اس کا تعاقب کریں گے۔!"

"قطعی.... قطعی....!" وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اب وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس لئے میرا تعاقب کیا جا رہا ہے کہ میں نے تم لوگوں سے مدد طلب کی ہے۔!"

"خیر ایسے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث صرف عمران ہو سکتا ہے۔!" جولیا نے کہا "کیونکہ

بعض بڑے جرائم پیشہ اس کی ساکھ سے واقف ہیں۔!"

"میں یہی کہنا چاہتا تھا مس جولیانا.... آپ کو وہ شام تو یاد ہی ہوگی جب آپ میرے آفس میں میری کہانی سن رہی تھیں۔!"

"جی ہاں... میں نے میز پر پائے جانے والے پیر کے نشان کا چربہ عمران کے حوالے کر دیا ہے۔!"

"اوہ.... دیکھئے وہ کار بائیں جانب مڑ رہی ہے۔ کیا میں ہیڈ لائٹس بجھا دوں۔!"

"اگر تعاقب جاری رکھنا ہے تو یہی مناسب ہوگا۔!" جولیا نے کہا۔

سرسوکھے نے اگلی روشنی گل کر دی اور پھر وہ بھی بائیں جانب مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر شہر کے ایک بھرے پرے حصے میں داخل ہوئے۔

"اوہ..... وہ اپنی گاڑی گرینڈ کی کمپاؤنڈ میں موڑ رہا ہے۔!" سرسوکھے بڑبڑایا۔

اگلی کار گرینڈ ہوٹل کے پھاٹک میں داخل ہو رہی تھی۔ سرسوکھے نے اپنے گاڑی کی رفتار رینگنے کی حد تک کم کر دی۔ اگلی کار پارک ہو چکی تھی۔ اس سے وہی آدمی اُترا اور بڑے وقار سے چلتا ہوا گرینڈ کے صدر دروازے میں داخل ہو گیا۔

ادھر سرسوکھے نے اپنی گاڑی روک دی تھی۔

"اوہ.... میں کیا کروں۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "آپ ہی بتائیے۔!"

"کاش میں یہ معلوم کر سکتی کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔!"

"ہمیشہ کے لئے ان بدبختوں کا خاتمہ جن کی وجہ سے نیندیں حرام ہو گئی ہیں مجھ پر۔ اس وقت تو میں صرف اپنی جان بچانا چاہتا ہوں۔ آپ کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے مس جولیا۔!"

"آپ جو کچھ کہیں.... میں کروں....!"

"اوہ دیکھئے.... میں بھی اپنی گاڑی کمپاؤنڈ ہی میں پارک کروں گا اور آپ اسی میں بیٹھ کر میرا انتظار کریں گی۔!"

"کتنی دیر....!"

"ہو سکتا ہے جلد ہی لوٹ آؤں.... ہو سکتا ہے دیر ہو جائے۔!"

"آپ جائیں گے کہاں....؟"

"اندر.... میں دیکھوں گا کہ وہ کس چکر میں ہے۔ آپ خود سوچئے کہ وہ میرا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر آگے نکل آیا۔ اب یہاں آرکا ہے۔ کیا وہ میرے گرد کسی قسم کا جال پھیلا رہا ہے۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ سرسوکھے نے گاڑی پھاٹک میں گھمائی اور اسے ایک گوشے میں روکتا ہوا بولا۔

"بس آپ اس کی کار پر نظر رکھئے گا۔!"

سر سوکھے گاڑی سے اترا اور صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس کی چال میں معمول سے زیادہ تیزی تھی۔ جولیا کار میں بیٹھی رہی۔ تقریباً پانچ منٹ گذر گئے۔ وہ اس آدمی کے متعلق سوچ رہی تھی جسے کار میں دیکھا تھا۔ یکایک وہ چونک پڑی ایک نیا سوال اس کے ذہن کے تاریک گوشوں سے ابھرا تھا۔ اگر وہ سر سوکھے کا تعاقب ہی کر رہا تھا تو گاڑی کے اندر روشنی رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

جولیا اس پر غور کرتی رہی اور اس کا ذہن الجھتا چلا گیا۔ اب تو ایک نہیں درجنوں سوالات تھے؟ کیا سر سوکھے اسے خطرے میں چھوڑ کر خود کھسک گیا تھا؟ خصوصیت سے اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ لہٰذا وہ چپ چاپ سر سوکھے کی گاڑی سے اتر آئی قریب ہی بڑے بڑے گملوں کی ایک قطار دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان میں گنجان اور قد آور پودے تھے جن کی پشت پر تاریکی ہی تھی۔ جولیا نے سوچا کہ وہ بہ آسانی ان کی آڑ لے سکے گی۔

شائد آدھا گھنٹہ گذر چکا تھا لیکن ابھی تک ان دونوں میں سے کسی کی بھی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

جولیا سوچنے لگی کہ وہ خواہ مخواہ اپنے پیر تھکا رہی ہے اور اسے ایک بار پھر عمران پر غصہ آگیا؟ محض عمران کی وجہ سے وہ اس وقت گھر سے نکل آئی تھی ورنہ دل تو یہی چاہا تھا کہ آفس سے واپسی پر گھنٹوں مسہری پر پڑی رہے گی۔ تنویر نے فون پر عمران کی گفتگو دہرا کر اسے تاؤ دلا دیا تھا اور وہ سر سوکھے کے ساتھ باہر نکل آئی تھی اور تہیہ کر لیا تھا کہ آئندہ شامیں بھی اسی کے ساتھ گذارے گی۔

لیکن اب اسے اپنی جلد بازی کھل رہی تھی۔ ویسے اس کی ذمہ داری تو عمران ہی پر تھی لہٰذا وہ سلگتی رہی۔

دفعتاً اسے سر سوکھے نظر آیا جو بڑی تیزی سے اسی کار کی طرف جا رہا تھا جس پر تعاقب کرنے والا آیا تھا۔ پھر جولیا نے اسے کار کے انجن میں کچھ کرتے دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ آخر وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔

اس کے بعد وہ وہیں کھڑے کھڑے اپنی کار کی طرف مڑا اور داہنا ہاتھ اٹھا کر اسے دو تین بار جنبش دی۔

غالباً یہ اشارہ جولیا کے لئے تھا کہ وہ ابھی انتظار کرے۔ جولیا نے ایک طویل سانس لی۔

سر سوکھے بڑی تیزی سے پھاٹک کیطرف چلا جا رہا تھا پھر وہ اس سے گذر کر سڑک پر نکل گیا۔

جولیا وہیں کھڑی رہی۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ خواہ مخواہ اپنی ٹانگیں توڑ رہی ہے۔ جہنم میں گئے سر سوکھے کے معاملات۔ وہ خود ہی نپٹتا رہے گا۔

اسے کیا پڑی ہے کہ خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کرے اپنی انرجی ضائع کرے۔ اچانک وہ ایک بار پھر چونک پڑی۔

اب وہ آدمی کار کی طرف جارہا تھا جو سرسوکھے کی موجودہ بھاگ دوڑ کی وجہ بنا تھا۔

پھر جولیا نے دیکھا کہ وہ کار میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ انجن کھولے اس پر جھکا ہوا نظر آیا اور پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے ہاتھوں کی مایوسانہ جنبش اس کی بے بسی کا اعلان کررہی تھیں۔

دفعتاً ایک ٹیکسی ڈرائیور اس کی طرف آیا۔ دونوں میں گفتگو ہوتی رہی۔ پھر ٹیکسی ڈرائیور نے بھی انجن دیکھا اور کار اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی۔ جولیا محسوس کررہی تھی کہ وہ آدمی بہت زیادہ پریشان ہے۔

پھر ذرا ہی سی دیر بعد اس نے اسے ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا کہ وہ اپنی کار وہیں چھوڑے جارہا تھا۔

جولیا نے سوچا کہ اب اسے ہر قیمت پر اس کا تعاقب کرنا چاہئے۔ ہوسکتا ہے سرسوکھے نے اسے وہاں کچھ دیر روکے رکھنے ہی کے لئے اس کی کار کے انجن میں کوئی خرابی پیدا کی ہو۔

اس نے تعاقب کا فیصلہ بہت جلدی میں کیا تھا۔ کیونکہ ٹیکسی نکلی جارہی تھی ورنہ وہ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے مناسب حد تک غور کرنے کی عادی تھی۔ وہ جھپٹ کر سرسوکھے کی کار میں آبیٹھی اور پھر دس منٹ بعد دونوں کاروں کے درمیان صرف سو گز کا فاصلہ رہ گیا۔ وہ اس فاصلہ کو اس سے بھی زیادہ رکھنا چاہتی تھی لیکن اس بھری پُری سڑک پر اس کے امکانات نہیں تھے۔

جوں توں کرکے اس نے تعاقب جاری رکھا۔ کچھ دیر بعد ٹیکسی شہر کے ایک کم آباد حصے میں داخل ہوئی لیکن یہاں بھی ٹریفک کم نہیں تھا۔

دفعتاً وہ ٹیکسی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ پھاٹک کھلا ہی ہوا تھا۔ جولیا نے اپنی کار کی رفتار کم کرکے اسے سڑک کے نیچے اتار دیا۔ دوسری عمارت کی کمپاؤنڈ تاریک پڑی تھی اور چہار دیواری اتنی اونچی تھی کہ اندر کا حال نظر نہیں آسکتا تھا۔

پتہ نہیں اس کے سر میں کیا سمائی کہ وہ بھی کار سے اتر کر کمپاؤنڈ میں داخل ہوگئی۔ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ عمارت کی کوئی کھڑکی بھی روشن نہیں تھی۔

وہ مہندی کی باڑھ سے لگی آگے بڑھ رہی تھی کہ اچانک کوئی سخت سی چیز اسکے بائیں شانے سے کچھ نیچے چبھنے لگی اور ایک تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔ ”چپ چاپ چلتی رہو یہ پستول بے آواز ہے۔!“

جولیا کا سر چکرا گیا۔ یہ کس مصیبت میں آپھنسی لیکن وہ چلتی ہی رہی۔ اسے ہوش نہیں تھا کہ اندھیرے میں اسے کتنے دروازے طے کرنے پڑے تھے۔ پھر جب وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچی تو

اس کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئیں یہاں متعدد بلب روشن تھے اور ان کی برقی طاقت بھی زیادہ تھی۔

یہاں اسے وہ آدمی جو ٹیکسی میں بیٹھ کر آیا تھا تین نقاب پوشوں میں گھرا ہوا نظر آیا جن کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

جولیا نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو اسے یہاں تک لایا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ایک تحیر زدہ سی چیخ نکلی۔ یہ سرسوکھے تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک خونخوار سی مسکراہٹ تھی اس نے کہا۔

"میں جانتا تھا کہ تم یہی کرو گی۔!"

"م.... مگر.... میں نہیں سمجھی....!" جولیا ہکلائی۔

"ابھی سمجھ جاؤ گی۔!" سرسوکھے نے خشک لہجے میں کہا۔ "چپ چاپ یہیں کھڑی رہو۔ اوہ.... تمہارے ہینڈ بیگ میں ننھا پستول ضرور ہوگا۔ مجھے یقین ہے۔!" اس نے اس کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا۔

جولیا دم بخود کھڑی رہی۔ اب وہ پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان مشکلات میں پڑی تھی۔ سرسوکھے کا مرکز نگاہ بھی وہی تھا۔

"کیوں.... خفیہ معاہدہ کے کاغذات کہاں ہیں۔!" اس نے گرج کر اس آدمی سے پوچھا۔

"کیسا خفیہ معاہدہ اور کیسے کاغذات!" وہ آدمی مسکرا کر بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو۔!"

"اوہ تو کیا تم اسے بھی جھٹلا سکو گے کہ تم رانا تہور علی ہو۔!"

"اسے جھٹلانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔!"

"کیا لیفٹیننٹ واجد والے کاغذات تمہارے پاس نہیں ہیں۔!"

"میں جب کسی لیفٹیننٹ واجد کو نہیں جانتا تو کاغذات کے متعلق کیا بتاؤں۔!"

"تب تو عمران بھی تمہارے لئے اجنبی ہی ہوگا۔!" سرسوکھے کی مسکراہٹ زہریلی تھی۔

"یہ کیا چیز ہے۔!"

"خاموش رہو....!" سرسوکھے آنکھیں نکال کر چیخا۔

"چلو اب خاموش ہی رہوں گا۔ یقین نہ ہو تو کچھ پوچھ کر آزما لو۔!"

"رانا....!"

"اب اپنا نام بھی بتادو....!" وہ آدمی مسکرایا۔ "تاکہ میں بھی تمہیں اتنی ہی بے تکلفی سے مخاطب کر سکوں۔!"

"رانا تمہارے جسم کا بند بند الگ کر دیا جائے گا۔!"

"ضرور کوشش کرو.... میں بھی آدمی کی ٹوٹ پھوٹ کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ میری نظروں سے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں گذرا جس کا بند بند الگ الگ کر دیا گیا ہو۔!"

"ستون سے باندھ کر کوڑے برساؤ....!" سرسوکھے نے نقاب پوشوں سے کہا۔

نقاب پوشوں نے اپنے ریوالور جیبوں میں ڈال لئے۔ لیکن اس وقت جولیا کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب وہ اس آدمی کی بجائے خود سرسوکھے پر ٹوٹ پڑے۔

"ارے.... ارے.... دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" سرسوکھے بوکھلا کر پیچھے ہٹا۔

"ہاں.... دیکھو....!" دفعتاً وہ آدمی بولا۔ "ہم اسے زندہ چاہتے ہیں۔ تاکہ اس پر ہودہ کسوا کر سواری کے کام.... میں لا سکیں۔ رانا تہور علی صندوقی کا ہاتھی بھی عام ہاتھیوں سے الگ تھلگ ہونا چاہئے۔!"

جولیا کو تو ابھی بھانت بھانت کی حیرتوں سے دوچار ہونا تھا۔ سرسوکھے ان تینوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوا۔

سارے کمرے میں وہ انہیں نچاتا پھر رہا تھا۔ اتنے بھاری جسم والا اتنا پھرتیلا بھی ہو سکتا ہے۔ حیرت.... حیرت.... جولیا کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھوت خانے میں آ پھنسی ہو۔ سرسوکھے آدمی تو نہیں معلوم ہو رہا تھا۔

بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی ہاتھی نے چیتے کی طرح چھلانگیں لگانی شروع کر دی ہوں۔

سب سے لمبا نقاب پوش حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالتا ہوا اسے پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

رانا تہور علی ریوالور سنبھالے دروازوں کی روک بنا پھر رہا تھا۔ کہ کہیں سرسوکھے کسی دروازے سے نکل کر فرار نہ ہو جائے۔ ویسے اس کی آنکھوں میں کچھ اس قسم کے تاثرات پائے جا رہے تھے جیسے اچھی فیلڈنگ کرنے والے کسی چست و چالاک بچے کی آنکھوں میں پائے جاتے ہیں۔ جولیا کبھی اس کی طرف دیکھنے لگتی تھی اور کبھی سرسوکھے کی طرف۔

"سرسوکھے تم ابھی تھک جاؤ گے۔!" دفعتاً رانا نے کہا۔

"اسی طرح صبح ہو جائے گی۔!" سرسوکھے نے قہقہہ لگایا۔ "تم مجھ پر فائر کیوں نہیں کرتے۔!"

"میں ایک بلیک میلر ہوں سرسوکھے۔!" رانا نے کہا۔ "کیا تم سودا کرو گے۔!"

"میں جانتا تھا۔!" سرسوکھے نے بے تکان قہقہہ لگایا۔ وہ اب بھی ان تینوں کو ڈاج دیتا پھر رہا تھا۔

جولیا دروازے کی طرف کھسک رہی تھی.... رانا نے اسے للکارا۔

"خبردار اگر تم اپنی جگہ سے ہلیں تو تمہاری لاش یہیں پڑے پڑے سڑ جائیگی۔!" جولیا ٹھٹھک گئی۔

"اپنے آدمیوں کو روکو.....!" سر سوکھے نے کہا۔

"اوہ..... تم تینوں دفع ہو جاؤ۔!" رانا نے ہاتھ ہلا کر کہا اور تینوں نقاب پوش اسے چھوڑ کر ایک دروازے سے نکل گئے۔

"تم ادھر چلو.....!" سر سوکھے نے جولیا سے کہا اور رانا نے ریوالور کی نال کو جنبش دے کر سر سوکھے کی تائید کی۔ جولیا اس کے قریب آ گئی۔

"تم اسے کہاں لئے پھر رہے ہو سر سوکھے..... جانتے ہو یہ کون ہے۔" رانا نے پوچھا۔

"میں سب کچھ جانتا ہوں تم معاملے کی بات کرو۔!"

"ساڑھے تین لاکھ.....!"

"بہت ہے..... میں نہیں دے سکتا۔!"

"تب پھر میں دوسروں سے بھی بزنس کر سکتا ہوں..... مگر نہیں..... میں تم سے بات ہی کیوں کروں۔ معاملہ تو تمہارے چیف ہی سے طے ہو سکے گا۔!"

"میرا کوئی چیف نہیں ہے۔!" سر سوکھے غرایا۔ "میں مالک ہوں۔!"

"تب پھر تم ہی معاملہ طے کرو۔!"

"میں ایک لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ تک بڑھ سکوں گا۔ لیکن اس کے بعد گنجائش نہیں ہے۔!"

"اس سے بہتر تو یہی ہو گا کہ میں عمران ہی سے ہار مان کر اپنا پیچھا چھڑاؤں۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" سر سوکھے گرجا۔ "میں کتوں کے راتب میں اضافہ کرنے کی سکت رکھتا ہوں۔ ساڑھے تین ہی لاکھ سہی۔!"

اچانک رانا نے اچھل کر اس کی توند پر ایک زوردار لات رسید کی۔

اور وہ چیخ کر الٹ گیا۔ اس کے گرنے سے کس قسم کی آواز پیدا ہوئی تھی جولیا اندازہ نہ کر سکی۔ عجیب سی آواز تھی۔ نہ وہ کسی چٹان کے گرنے کی آواز تھی اور نہ؟ وہ اندازہ بھی کیسے کر سکتی تھی کیونکہ اس نے آج تک نہ تو گوشت کا پہاڑ دیکھا ہی تھا اور نہ اس کے گرنے کی آواز سنی تھی۔

"اب تم اٹھ نہ سکو گے۔ سر سوکھے۔!" رانا نے قہقہہ لگایا۔ "بس کسی ایسی بطخ کی طرح پڑے رہو جسے چت لٹا کر سینے پر کنکری رکھ دی گئی ہو۔ مجھے اسی کا انتظار تھا مگر تم تو ویسے بھی ڈفر ہو۔ تم غالباً یہ سمجھتے تھے کہ رانا اتفاقاً ہاتھ آ گیا ہے۔ اسی لئے اس پر بھی غور نہ کر سکے کہ جو شخص کسی سے چھپتا پھر رہا ہو وہ بھلا کار کے اندر روشنی کیوں رکھنے لگا۔ کار کے اندر میں نے اس توقع پر روشنی کی تھی کہ شائد تم پھنس ہی جاؤ۔ وہی ہوا۔ یہاں کچھ دیر پہلے تمہارے آدمی تھے جنہیں میرے آدمیوں نے ٹھکانے لگا کر ان کی جگہ خود لے لی تھی۔ مجھے تمہارے سارے اڈوں کا علم تھا۔ اس

لئے اس وقت ہر اڈے پر میرے ہی آدمی موجود ہوں گے۔ اتنی دردسری تو محض اس لئے مول لی تھی کہ تمہاری زبان سے اعتراف کراسکوں کہ اس کالی تنظیم کے سربراہ تم ہی ہو۔ تم ہی وہ وطن فروش ہو جس نے ملک کو تباہ کردینے کی سازش کی تھی۔ ہاہا.... تم اٹھ نہیں سکتے۔ بس اسی طرح بے بسی سے ہاتھ پیر مارتے رہو۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم لیٹ جانے پر خود سے نہیں اٹھ سکتے تین چار نوکر تمہیں کھینچ کھانچ کر بستر سے اٹھاتے ہیں۔ اسی کام کے لئے تم نے تین چار پہلوان رکھ چھوڑے ہیں۔!"

"مجھے.... اٹھاؤ.... دس لاکھ....!" سرسوکھے چیخا۔

جولیا پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم اس فکر میں تھے کہ مجھے اور عمران دونوں کو ٹھکانے لگادو۔ اس لئے اسمگلنگ کی کہانی لے کر عمران کی بیوی کے پاس پہنچ گئے تھے۔!"

"اے.... تم کیا بکواس کررہے ہو....!" جولیا بگڑ گئی۔

"تم عمران کی بیوی نہیں ہو۔!" رانا نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"نہیں....!"

"اوہ.... تو اس نے بکواس کی ہوگی۔ بہر حال تو پھر تم اس سے اتنی ہی قریب ہو سکتی ہو کہ سرسوکھے تمہارا سہارا لیتا۔!"

"وہ صرف میرا دوست ہے....!"

"شوہر بھی دشمن تو نہیں ہوتا۔!"

"زبان.... بند کرو.... تم کون ہو.... اور تمہارا ان معاملات سے کیا تعلق ہے۔!"

"زبان بند کرلوں گا تو تم سنو گی؟ خیر.... تم خود ہی اپنی زبان بند کرو.... اور مجھے سوکھے رام سے گفتگو کرنے دو.... ہاں سوکھے.... تم ابھی ابھی دس لاکھ کی بات کررہے تھے۔ دس کروڑ اور دس ارب کی باتیں شروع کرو پھر شاید مجھے سوچنا پڑے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"تم کیا چاہتے ہو....!" سرسوکھے نے بے بسی سے پڑے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تمہارے ہاتھوں کیلئے اسپیشل ہتھکڑیاں بنوائی ہیں۔ دیکھنا چاہتا ہوں کہ فٹ ہونگی یا نہیں۔!"

"تم بلیک میلر ہو....!"

"ہاں میں اپنے ملک و قوم کیلئے سب کچھ کرسکتا ہوں۔ بلیک میلنگ تو تفریحاً بھی ہوجاتی ہے۔!"

"تم کون ہو....!" سرسوکھے نے خوفزدہ سی آواز میں پوچھا۔

"جوزف....!" رانا نے جواب دینے کی بجائے آواز دی۔

دوسرے ہی لمحے میں جوزف کمرے میں تھا اور اس کے ہاتھوں میں بڑی بڑی اور وزنی ہتھکڑیاں تھیں۔

"ہتھکڑیاں لگادو.... لیکن خیال رکھنا کہ کہیں وہ تمہارے سہارے اٹھ نہ آئے ورنہ پھر اس کا پیٹ ہی پھاڑنا پڑے گا۔ میں اس ہاتھی کو زندہ لے جانا چاہتا ہوں۔!"

جوزف اس کا مطلب سمجھ گیا تھا اس لئے وہ کوشش کر رہا تھا کہ قوت صرف کئے بغیر ہی اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دے۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تب رانا نے صفدر کو آواز دی اور جولیا چونک کر اسے گھورنے لگی صفدر بھی اندر آیا۔

"چلو بھئی.... تم بھی مدد کرو.... جوزف کی۔!" رانا نے کہا اور جولیا کھسک کر اس کے قریب آگئی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی۔

"فرمایئے محترمہ....!"

"تم کون ہو....!" جولیا نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہم.... رانا تہور علی صندوقی ہیں.... ہمارے حضور ابا.... یعنی کہ آنریبل فادر....!"

"تم جھوٹے ہو!" سر سوکھے حلق پھاڑ کر چیخا۔ "تم ان لوگوں سے بھی کوئی فراڈ کرو گے۔ صفدر تم تو عمران کے ساتھی ہو.... جولیا اس کی باتوں پر یقین نہ کرو.... یہ تمہیں بھی ڈبوئے گا۔!"

"مگر کچھ دیر پہلے تو یہ تمہاری فرم کا ایک نالائق ملازم تھا۔!" جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"کچھ بھی ہو تم اس سے وفا کی امید نہ رکھنا یہ تمہیں اور صفدر کو یہاں سے زندہ واپس نہ جانے دیگا۔!"

"مجھے یقین ہے.... تم بکواس نہ کرو....!" صفدر نے اس کے منہ پر گھونسہ مارتے ہوئے کہا وہ دونوں مل کر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال چکے تھے۔

"پچھتاؤ گے.... تم لوگ پچھتاؤ گے....!" سر سوکھے کراہا۔

"تم ڈفر ہو سر سوکھے۔!" دفعتاً رانا نے کہا۔ "عمران اس وقت بہت زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے جب اسے خود اپنی ہی تلاش ہو۔ کیا سمجھے۔!"

"میں نہیں سمجھا.... تم کیا کہہ رہے ہو....!"

"عمران کو عمران کی تلاش تھی اس لئے تم چکر کھا گئے تھے۔ سر سوکھے اگر عمران کو عمران کی تلاش نہ ہوتی تو تم کبھی روشنی میں نہ آتے۔!"

"تم.... تم.... عمران....!"

"ہاں.... میں عمران....!" عمران سینے پر ہاتھ رکھ کر خفیف سا خم ہوا اور پھر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "میں جانتا تھا کہ تم لوگ کیپٹن واجد کی گرفتاری کے بعد سے رانا تہور علی کے پیچھے

پڑجاؤ گے۔ مجھے سرغنہ پر ہاتھ ڈالنا تھا جو اندھیرے میں تھا۔ لہٰذا میں نے کیپٹن واجد کے ان ساتھیوں میں جنہیں میں نے دانستہ نظرانداز کردیا تھا یہ بات پھیلانے کی کوشش کی کہ کیپٹن واجد کے بعض اہم کاغذات رانا تہور علی نے عمران کے ہاتھ لگنے ہی نہیں دیئے اور عمران اب رانا تہور علی کی تلاش میں ہے اور رانا تہور علی کوشش کررہا ہے کہ وہ عمران کو ختم ہی کردے۔ تم نے سوچا کہ کیوں نہ دونوں ہی کو ختم کردیا جائے۔ لہٰذا تم ڈھمپ اینڈ کمپنی جاپہنچے۔ مقصد صرف یہ تھا کہ جولیا کا قرب حاصل کرسکو۔ ہاں مجھے یہ بھی یاد ہے کہ کسی زمانے میں روشی نے بھی تمہاری فرم کی ملازمت کی تھی لیکن یہ قطعی غلط ہے کہ تم نے مجھے اسی کے توسط سے پہچانا تھا۔ سیکرٹ سروس والوں پر تمہاری نظریں پہلے ہی سے تھیں اور تم یہ بھی جانتے تھے کہ میں ان کے لئے کام کرتا ہوں۔ بہرحال تم اس لئے آئے تھے کہ ہم میں گھل مل کر تم بھی رانا تہور علی کی تلاش کرنے والی مہم میں شریک ہوسکو.... اور جب وہ مل جائے تو چپ چاپ اسے اور عمران دونوں کو میٹھی نیند سلادو۔ اس لئے تم نے اپنے آفس کے پراسرار اسمگلروں کی کہانی تراشی تھی۔ تقریب کچھ تو بہرملاقات چاہیے۔ تمہیں عمران کی تلاش تھی لیکن وہ ہمیشہ بحیثیت عمران تمہاری نظروں میں رہا ہے تم اسے دیکھتے تھے اور نظرانداز کردیتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تمہیں دھوکا دینے میں کیسے کامیاب ہوتا۔ تم یہ کیسے سمجھتے کہ عمران اور تہور علی میں چھڑ گئی ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو رگڑ دینا چاہتے ہیں۔!"

سرسوکھے نے آنکھیں بند کرلیں تھیں۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ شروع سے اب تک کے واقعات کو ذہنی طور پر ترتیب دینے کی کوشش کررہا ہو۔

عمران نے کچھ دیر خاموش رہ کر قہقہہ لگا۔ "ہاہا سوکھے رام جب میرے کرایہ کے آدمیوں نے ندی کے کنارے مجھ پر اور صفدر پر حملہ کیا تھا تم یہی سمجھے تھے کہ حملہ رانا تہور علی کی طرف سے ہوا تھا۔ وہ ڈرامہ میں نے اسی کے لئے اسٹیج کیا تھا کہ تم یہی سمجھو۔ موٹی عقل والے آدمی تم اتنا نہیں سوچ سکے تھے کہ کھلے میں ہم پر فائرنگ ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی صفدر بچ نکلا تھا۔ میں تو خیر دریا ہی میں کود گیا تھا۔!"

صفدر نے پلکیں جھپکائیں۔ اسے وہ واقعہ بھی یاد تھا لیکن اصلیت اسی وقت معلوم ہوئی تھی اس کے فرشتے بھی اس موقع پر یہ نہ سوچ سکتے کہ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ ندی تک پہنچے تھے عمران ہی کا آدمی تھا اور وہ فائرنگ بھی مصنوعی ہی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ گولیوں والے کارتوس سرے سے استعمال ہی نہ کئے گئے ہوں۔ لیکن بچ نکلنے کے بعد وہ اسے معجزہ ہی سمجھتا تھا کیونکہ فائرنگ جھاڑیوں سے ہوئی تھی اور وہ کھلے میدان میں تھے۔ اوٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں مل سکی

تھی۔ ادھر جولیا کو عمران کی تحریر یاد آگئی جو سرکنڈوں کی جھاڑیوں کے درمیان ملی تھی۔

عمران نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ ”میں نے خود ہی تمہیں موقعہ دیا تھا کہ تم میرے کچھ آدمیوں کو پکڑ لو۔ تاکہ مجھے تمہارے مختلف اڈوں کا علم ہو سکے اور تم دوسرے چکر میں تھے۔ تم انہیں پکڑواتے تھے اور پھر ایسے حالات پیدا کرتے تھے کہ وہ نکل جائیں اور مجھ تک یہ بات پہنچے کہ وہ لوگ سرسوکھے میں بھی دلچسپی لے رہے ہیں اور مجھے نہ صرف سرسوکھے کی اسمگلنگ والی کہانی پر یقین آجائے بلکہ میں اس الجھن میں بھی پڑ جاؤں کہ آخر ان اسمگلروں کو رانا تہور علی سے کیا سروکار۔ تمہیں یقین تھا کہ اس طرح میں تم پر اعتماد کر کے تمہیں رانا تہور علی والے معاملہ میں بھی شریک کرلوں گا۔ اس طرح تمہیں رانا تک پہنچنے میں آسانی ہو گی۔“

”باس....!“ دفعتاً جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم نے اس رات اندھیرے میں سبز رنگ کی بوٹ دیکھنے کی ہدایت دی۔ مجھے بتاؤ کہ میں اندھیرے میں سبز رنگ کیسے دیکھ سکتا تھا۔!“

”بکواس بند کرو.... یہ میں نے اسی لئے کیا تھا کہ تم یہی پوچھنے کے لئے مجھے تلاش کرتے ہوئے شراب خانے میں آؤ اور حلق تک تاڑی ٹھونس لو۔!“

”میں قسم کھا سکتا ہوں کہ مجھے دس سال پہلے تاڑی نصیب ہوئی تھی۔!“ جوزف نے غالباً تاڑی کا ذائقہ یاد کر کے اپنے ہونٹ چاٹے تھے۔

”بکواس بند کرو....!“ عمران نے کہا اور پھر سوکھے کی طرف دیکھنے لگا جو زمین پر پڑا اس طرح ہانپ رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے کی اچھل کود سے پیدا ہونے والی تھکن اب محسوس ہوئی ہو۔ دفعتاً اس نے کھنکار کر کہا۔

”میں بہت بُرا آدمی ہوں تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ اگر تم کسی کو میری کہانی سنانا چاہو گے تو وہ تم پر ہنسے گا۔ تمہیں پاگل سمجھے گا۔!“

”پاگل تو لوگ ویسے بھی سمجھتے ہیں سوکھے رام۔ مجھے بالکل دکھ نہ ہوگا۔ لیکن تم خود ہی عدالت کے لئے اپنے خلاف سارا ثبوت مہیا کر چکے ہو۔ یہاں ایک ٹیپ ریکارڈر بھی موجود ہے جس پر شروع سے اب تک ہماری گفتگو ریکارڈ ہوتی رہی ہے.... اور اب بھی ہو رہی ہے۔!“

دفعتاً سرسوکھے پر چنگھاڑنے کا دورہ سا پڑ گیا۔ لیکن شاید ٹیپ ریکارڈر ایک بھی صحیح و سالم گالی ریکارڈ نہ کر سکا ہو۔ سرسوکھے کی ذہنی حالت اتنی اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی کہ وہ مختلف گالیوں کو مربوط کر کے انہیں قابل فہم بنا سکتا۔

دوسرے دن عمران جولیا کے فلیٹ میں نظر آیا۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اس نے تنویر کو اسی لئے فون پر بور کیا تھا کہ وہ جولیا کو بور کرے۔ عمران کو یقین تھا کہ جولیا تنویر کی زبانی اس کی بکواس سن کر ضرور تاؤ میں آجائے گی اور نتیجہ یہی ہو گا کہ وہ اسی وقت سر سوکھے کے ساتھ نکل کھڑی ہو گی۔

"سر سوکھے نے تم سے تعاقب کرنیوالے کے متعلق بحث کر کے یہی معلوم کرنا چاہا تھا کہ تم رانا کو پہچانتی ہو یا نہیں۔ تم نہیں پہچانتی تھیں اسلئے اس نے صحیح اندازہ لگایا اور اپنے کام میں لگ گیا۔"

"ایکس ٹو نے مجھے فون پر ہدایت دی ہے کہ میں رانا کے وجود کو راز ہی رکھوں۔!" جولیا نے کہا۔ "اس کا بیان ہے کہ ہم لوگوں میں سے صرف صفدر اور میں رانا کے وجود سے واقف ہیں۔ بقیہ لوگ نہیں جانتے تو کیا تمہارا رانا والا رول ابھی برقرار رہے گا۔!"

"فی الحال وہ مستقل ہے۔!"

"تب پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ اس پارٹی میں سب سے زیادہ اہمیت تمہیں ہی حاصل ہے۔!"

"یا پھر میری بیوی کو حاصل ہو سکتی ہے۔!" عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

جولیا بُرا سا منہ بنا کر دوسری طرف دیکھنے لگی اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ بہر حال مجھے اس غیر ملکی سازش کی جڑوں کی تلاش تھی۔ کتنی موٹی جڑ ہاتھ آئی۔ ہاہا۔ کاش اسے کسی چڑیا گھر کی زینت بنایا جا سکتا۔ اس کے پھرتیلے پن نے تو میرے بھی چھکے چھڑا دیئے تھے۔ لیکن گر جانے کے بعد وہ کس طرح بے بس ہو گیا تھا۔ دنیا کا آٹھواں عجوبہ.....!"

اسکے بعد نہ جولیا نے اسے رسماً ہی روکا اور نہ عمران ہی تفریح کے موڈ میں معلوم ہوتا تھا۔

﴿ختم شد﴾